

# فہرست مضامین

- 6 الدین النصیحة
- 7 جنت سمجھداروں کا مسکن ہے
- 7 اللہ والوں کی شان
- 8 علی لطیف
- 8 ابن المحبر رحمہ اللہ کا اشکال
- 9 باتونی اسکالر
- 10 اشکال کی توضیح
- 11 حدیث، بلغوا عني ولو ایه
- 12 ایک بڑی غلطی کا ازالہ
- 12 تنبیہ
- 13 یہود و نصاریٰ سے متعلق گمان باطل
- 14 اجمال کی تفصیل
- 15 لفظ آمنوا کا مصداق
- 15 عالم دین کون ہوتا ہے
- 16 خروج غیر عالم
- 17 علمائے مدارس ہی وارثین انبیاء کرام ہیں
- 17 انما یخشى الله من عباده العلماء، کی صحیح و جامع تفسیر

- 18 خوف خدا بجز عالم دین کے کوئی نہیں رکھتا ہے
- 18 انجینئر مرزا علی جھلی
- 19 تشریح
- 20 تبراء بازی کا مشغلہ
- 22 ایک اور علمی نکتہ
- 23 بقول حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- 23 علماء کی صحبت
- 24 منکرین حبابیت
- 25 تفصیل اجمال
- 25 علوم نانوتوی
- 26 مسلم کون ہے
- 28 علمائے دیوبند کا معیار
- 29 غیرت مندی
- 31 جس کا کھانا اسی کا گناہ
- 31 تصویر بازی پر احسرت حرام ہے
- 32 تصویر کی حرمت پر نص ہے
- 33 آسمان کے نیچے بدترین مخلوق کا مصداق
- 34 بغض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
- 35 آپ کی باطل لو جگہ

- 35 درست لو جبکہ معیار ایمان ہے
- 36 فترابت داری کی کوئی اصل نہیں
- 37 حریص علیکم بالموءنن رؤوف الرحیم
- 38 وفات رسول اللہ ﷺ پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حالت
- 39 سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور کتابت قرآن
- 39 بغض روافض پر باطل دلیل
- 40 اول من تسعربہ النار
- 41 مبلغ صالح بنیں
- 43 حضرت نانوتوی علیہ الرحمہ
- 44 رحمانی اور ابلیسی دعوت میں فرق
- 45 حباوید احمد غامدی
- 45 تفصیل اجمال
- 46 دینی لبادہ لازمی شرط ہے
- 47 عقل معیار نہیں
- 49 حلال و حرام واضح ہو چکا
- 50 غامدی کے عقائد باطلہ
- 55 نزول عیسیٰ علیہ السلام کا اثبات
- 55 دین عقل پر پرکھنے کا نام نہیں
- 57 معیار عقل وہ ہے جو اہل حل و عقد کے درمیان مقبول ہو

- 57 تکلیف مالا یطاق مرفوع ہے
- 58 مطلقاً انکار حدیث کفر ہے
- 59 دین غامدی عقل کی بنیاد پر قائم ہے
- 61 امام بخاری کو آڑ بنانا
- 62 اجماعی عمت اند
- 62 ایمان بالحدیث اولیٰ ہے کہ اقرار کیا جائے قرآن کریم کے مقابل اولاً
- 63 احادیث بھی محفوظ ہیں
- 65 فتر آن پر کون اجماع معتبر ہے
- 66 بلاغت فتر آن حق ہونے پر دلیل نہیں
- 67 فتویٰ کفر کی حیثیت
- 69 کافر کو کافر کہنا عین مصلحت ہے
- 71 داڑھی فطرت میں شامل ہے
- 72 غامدی عمت اند کا اجمال ارد
- 72 ایذا رسول اللہ ﷺ سے بچیں
- 73 آپ ﷺ کے اخلاق حمیدہ
- 73 کان خلقہ القرآن
- 74 عقل کا عقل سے رد
- 75 محمد شیخ
- 76 آپ کی دعوت کا محور

77

آداب مجلس کی رعایت

80

کامیابی منحصر ہے اتباع و امانزل الیکم من ربکم میں

82

خافضة رافعة کی تفسیر

83

خاتمہ

84

قرب الموت

84

تنقید برائے اصلاح

86

البہند علی المفند

86

تصویر بازی کی حرمت

87

عوام الناس

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين

والصلاة والسلام على سيدنا محمد وعلى اله وصحبه اجمعين . اما بعد !

### الدين النصيحة :

دین چونکہ سراسر خیر خواہی کا نام ہے اسلئے بظاہر اس موضوع پر بات کرنا، کچھ نامناسب تو ضرور معلوم ہوتا ہے لیکن ایک بات اور بھی ہے کہ دفع مضرت جلب منفعت سے اولیٰ ہے۔  
تو اب چونکہ پانی سر سے اونچا ہوتا جا رہا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ سویا ہوا بندہ زیادہ غافل ہوتا ہے اس جاہل کے مقابلے میں، کہ جو مستقیق تو ہے لیکن اپنے آنے والے کل سے غافل ہے۔  
اور دین سے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ دین سراسر خیر خواہی ہے تو اسی جذبے کے ساتھ اگر کچھ بات کی جائے دائرہ حدود میں، جبکہ مخاطبین اس بات کے قابل ہی نہیں کہ ان سے کسی قسم کی نرمی برتی جائے، کیونکہ جو شخص خود کو رسیوں سے باندھ کر اس بات کا ارادہ کر چکا ہو، کہ وہ ضرور بالضرور خود کو ہلاک کرے گا، تو ہر مذہب و مسلک سے بالاتر ہو کر اسے بچانا، یہ عین انسانیت کا تقاضا ہے۔

ارادہ تو بہت کچھ لکھنے کا تھا لیکن اختصار بہتر ہے ہر سمجھدار کے لئے، باقی جو بیوقوف بنا چاہے قصداً تو پھر ایسے نکموں سے دنیا بھری پڑی ہے مزید اگر ایک یادو کا اضافہ ہو جائے تو کوئی مسئلہ میرے خیال سے نہیں ہو گا۔

## جنت سمجھداروں کا مسکن ہے:

قرآن کریم نے جابجا "فاعتبروا یا اولی الابصار" فرمایا ہے جو واضح طور پر اس جانب اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت سمجھدار اور عقلمندوں کے لئے بنائی ہے تو یہ تو فاسق قید سے خود ہی نکل جاتے ہیں اسکے علاوہ جو تجاہل عارفانہ، اعنی بتکلف خود کو بے عقل ظاہر کرے تو یقیناً نقصان اسی کے لئے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ کسی ادنی مسلمان کو اپنی ذات سے حقیر سمجھنا اسکی ناکامی کے لئے کافی ہے، تو اس پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ جو حکیم الامت ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں ہر مسلمان کو اپنی ذات سے بڑھ کر جانتا ہوں فی الحال، اور ہر کافر کو اپنی ذات سے بڑھ کر جانتا ہوں فی المثال۔

## اللہ والوں کی شان:

تو یہ تو اللہ والوں کی شان ہے جنکی باتیں تاقیامت امت مسلمہ کو فائدہ دیتی رہیں گی، اگر وہ ارادہ کریں ہدایت کا، کیونکہ وہ لوگ جنہوں نے کامیابی کے جھنڈے گاڑ دئے تو وہ اپنی اپنی منازل و مراتب کو پہنچ چکے ہیں تو ان سے متعلق بحث و مباحثہ کرنا، ایک ذوشعور انسان کے لائق نہیں، کیونکہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے کہ مرنے والوں سے متعلق، بات مت کیا کرو کیونکہ اس نے جو کچھ کیا اور آگے بھیجا جا چکا، اور وہ اس تک پہنچ چکا ہے۔

گویا کہ بتلانا مقصود ہے کہ انکو چھوڑ کر اپنی فکر کیجئے، کہ قرآن کریم شاہد ہے، اس باب میں کہ "لا تذروا ذرۃ وزر اخری" تو جب اتنی واضح نصوص موجود ہوں اور لوگ اسکے باوجود دفن ہوئے مردے اکھاڑیں تو پھر ہم کیا کریں۔

تو اس مقام پر مزید ایک بات بطور لطیفہ اگر بیان کی جائے تو فائدے سے خالی نہیں۔

## علمی لطیفہ:

تو اس مقام پر مزید ایک بات بطور لطیفہ اگر بیان کی جائے تو فائدے سے خالی تھی۔

حضرت شاہ صاحب مولانا انوار شاہ کاشمیری صاحب نور اللہ مرقدہ، نہایت کم گو شخصیت تھے، اس قدر علمی تھے کہ اہل عرب ان سے استفادہ کیا کرتے تھے جو ہمارے سلسلہ دیوبند میں، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے شاگرد رشید ہیں، تو اب اندازہ یوں فرمائیں کہ حضرت شاہ صاحب کی کتب سے کما حقہ استفادہ آج تک ممکن نہ ہو سکا تو شیخ الہند رحمہ اللہ کا کیا علمی مقام ہونا چاہئے، پھر حضرت شیخ الہند کہ جنہوں نے حضرت نانوتوی علیہ الرحمہ سے علم دین حاصل کیا، جنکے علوم سے پورا عالم ہی استفادہ کرنے سے عاجز رہا ہے خواہ وہ شیخ الہند ہوں یا حضرت شاہ صاحب یا جو کوئی بھی، کہ حضرت مولانا یعقوب نانوتوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی کتب میں "آب حیات" اور "قبلہ نما" ایسے علمی شاہکار ہیں کہ جنکا سمجھنے والا اس پوری دنیا میں موجود نہیں اور یہ دعویٰ بالذلیل ہے میری نظر میں۔

## ابن المحبر رحمہ اللہ کا اشکال:

اس بات پر ایک واقعہ یاد آیا، کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بخاری شریف میں کتاب الایمان، باب الصلوة کے تحت ایک حدیث نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ ہجرت فرما گئے، تو چند مہینے آپ بیت المقدس کی جانب رخ کر کے نماز ادا فرمایا کرتے تھے، تو امام



بخاری نے اس روایت کو ذکر فرمایا تو اس مقام پر علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے ابن الحجر رحمہ اللہ پر کچھ رد فرمایا ہے۔

وہ رد کیا ہے؟ اہل علم تو جانتے ہیں، البتہ واقعہ یہ ہے کہ جب تحول قبلہ ہوا تو اس حدیث کے آخر میں جو الفاظ ہیں اسپر غور فرمائیں "وكانت اليهود قد اعجبهم ، اذ كان يصلي قبل بيت المقدس وأهل الكتاب"، یعنی یہود تو اس بات پر خوش تھے کہ آپ بیت المقدس کی جانب رخ فرما کر نماز ادا کرتے تھے، جبکہ قلبی میلان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت اللہ کی جانب تھا، تو صورت ایسی اختیار کرنا کہ بیت اللہ اور بیت المقدس دونوں داخل ہوں یہ مکہ میں تو ممکن تھا لیکن مدینہ میں ممکن نہ تھا، تو اب مکمل توجیہ بیت المقدس کی جانب ہو گئی، تو اس بات کو یہود اور اہل کتاب پسند کیا کرتے تھے۔

اب یہاں ایک اشکال ہے جو ابن الحجر رحمہ اللہ نے پیش کیا ہے، وہ یہ ہے کہ اہل کتاب سے تو بالاتفاق نصاریٰ مراد ہیں کیونکہ عبارت میں اہل کتاب کا عطف یہود پر ہے جبکہ نصاریٰ کو بیت المقدس سے کوئی تعلق حاصل نہیں، تو اعجب فعل کی نسبت یہود و نصاریٰ کی جناب کیسے ممکن ہو سکتی ہے جبکہ اہل علم جانتے ہیں عطف میں مناسبت کا ہونا لازمی ہے ورنہ عطف درست نہیں ہو سکتا، کیونکہ بے محل کلام کی گنجائش کلام عرب میں نہیں۔

### باتونی اسکالرز:

تو اگر میں مخاطب کروں ان نو مسلم اسکالرز کو جو خود کو نہ صرف مسلم بلکہ علمی کتابی کہا کرتے ہیں اور ایک روایت کے مطابق تو ائمہ اربعہ سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں، تو آپ کا یہ اقرار کافی ہے آپ کی حیثیت واضح کرنے کے لئے، اور جو کمی بیشی ہوگی تو اسے آپ یقیناً اس اشکال

کے حل کے ذریعے پورا فرمادیں گے، کیونکہ یہ مقام اسی طرح قائم و دائم ہے جیسا تھا، اور یقیناً آپ بھی یہ سلسلہ اسی طرح یا تو جاری و ساری فرمائیں گے یا اسکی کوئی ایسی توجیہ بیان فرمائیں گے کہ جو اہل علم کے درمیان مقبول ہو۔

تو مراد اس اعتراض کے ذکر کرنے سے یہ نہیں کہ کسی کی عاجزی یا جہالت واضح کی جائے، کیونکہ اللہ والوں میں اور غیر اللہ میں اگر فرق نہیں، تو پھر درجات نعیم کی تفصیل ایک افسانہ سمجھیں، بلکہ یوں اگر کہا جائے کہ میری آپکی مجہولات معلومات سے زیادہ ہیں تو درست ہو گا۔

تو یقیناً ہم استفادہ چاہیں گے ایسے علمی کتابیوں سے کہ جو آئیں تو بہت بعد میں ہے لیکن اسکی مثال تو ایسی ہے جیسے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ میری امت کی مثال ایسی ہے جیسے بارش، کہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اسکے اول حصہ میں برکت ہے یا درمیان میں یا آخر میں، تو ہو سکتا ہے کہ آپ اس حدیث کا مصداق بنکر اس امت کا مسیحا بن جائیں۔

تو ہم ضرور چاہیں گے کہ ایک ایسا مقام جو آج تک شاید معمہ بنکر چلا رہا ہے تو آپ اسکی توضیح فرمادیں تاکہ آپ کی بات پر دلیل بھی قائم ہو جائے کہ واقعی ایسا ہی ہے، اور کیا ہی عجیب بات ہو کہ جو اس قدر واضح اشارات کے باوجود اسکے حل پر اگر قدرت نہ رکھتا ہو تو کیا اسے حق حاصل ہے کہ وہ مزید علمی مجالس لگاتا پھرے؟

## اشکال کی توضیح:

اسکی پوری توضیح تو فقیر اپنے رسالے، کتاب الایمان میں کرے گا، جو منسوب ہے ہر ہر باب سے متعلق، تو یہ ایک ایسا مقام ہے جو کئی سو سال پہلے ابن حجر رحمہ اللہ جیسی علمی شخصیت نے

فرمایا جنہیں آج ایک شخص لفظ "بابے" کہہ کر پکارتا ہے اس حال میں کہ انکی شرح "فتح الباری" جنکے اس علمی شاہکار سے متعلق ہر دور میں کہا گیا "لا شرح بعد الفتح" تو اس رسالے کی تنشیر کے بعد ان شاء اللہ کوئی استعداد و صلاحیت باقی نہ رہے گی موصوف کو، کیونکہ یہ پہلی ڈوز ہے ان لوگوں کے لئے اور یقیناً اسکے بعد اللہ سے امید ہے کہ جب کبھی یہ لوگ اکابر علماء دیوبند کا اسم گرامی لیں گے تو لفظ دامت برکاتہم اور رحمہ اللہ جیسے الفاظ کا ادا کرنا واجب ہو جائے گا مگر باذن اللہ تعالیٰ، اور اگر اپنی اصلیت پر برقرار رہے تو پھر دوسری ڈوز شاید مفلوج کر دے، اور ویسے بھی آپ تو کرامات اولیاء کے منکرین ہیں تو یہی مطلوب بھی ہو گا آنجناب سے۔

### حدیث، بلغوا عني ولو ايه :

ہاں البتہ مجالس کا تسلسل اگر باقی رہے اس اعتبار سے کہ جسمیں علم سے زیادہ عمل پر توجہ دلائی جائے تو زیادہ بہتر ہے کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے ہے کہ "بلغوا عني ولو اية"

تو ایک مستند عالم دین اور غیر عالم کی دعوات میں فرق ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ معاملہ شخصیت کا نہیں بلکہ پورے معاشرے کا ہے، اور یہ دین اللہ کا محبوب دین ہے اسکا بیڑہ اٹھانے والے وہ لوگ ہیں جنکو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء فرمایا ہے۔

تو یہ ایک اشکال مذکور جو ذکر کیا گیا ایک مقام ہے اور اس جیسے ناجانے کس قدر باریک مقام ہیں کہ موجودہ غیر مستند اسکالرز کی اتنی حیثیت ہی نہیں کہ اسپر کچھ کلام کرے، کیونکہ اسپر ابن الحجر رحمہ اللہ کے بعد کسی کا کلام نہیں ملتا، البتہ کبھی کوئی فقیر الی اللہ کوئی کام کی بات بھی

کر جائے تو اسے ماننے میں خیر ہوگی، جس پر دلیل سیدنا ابن عمر فاروق رضی اللہ عنہ شاہد ہے بخاری "کتاب العلم" میں۔

## ایک بڑی غلطی کا ازالہ:

تو چونکہ اس رسالے میں زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں ہے اسلئے مقصود کو ذکر کیا جائے تو بہتر ہے۔

اسلئے اولاً یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ اللہ کا دین ہے یا کوئی مزاق؟ کہ بعض حضرات اپنے بیانات میں یہ کہتے پھرتے ہیں کہ خود قرآن پڑھو اور سمجھو، حدیث پڑھو اور سمجھو، تو سوال یہ ہے کہ یہ اختیار آپکو کس نے دیا ہے کہ آپ عوام الناس میں اس بات کو عام کئے جائیں کہ خود قرآن پڑھو تفسیر پڑھو اور سمجھو، یہ ایک ناممکن سی بات ہے کہ انسان بغیر شرف تلمذ اختیار کئے عالم، مفسر، محدث بن جائے، اسکی ادنیٰ سی ایک مثال پیش کرتا ہوں، کہ عوام الناس تو ایک طرف فرما دیجئے، ایک موصوف ہیں جنکا اسم گرامی "مرزا علی جھلمی" ہے کہ جو خود اس بات کو منوانے کے لیے سرگرم ہیں کہ ان جیسا اس عالم میں نہ پہلے پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی عورت تاقیامت ایسا انجینئر بنے گی، تو اس رسالے کا موضوع ہی ایسے نو مسلم اسکالرز ہیں۔

## تنبیہ:

یہاں اسماء ذکر کئے جائیں گے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ کنایہ ابلاغ ہے تصریح سے، تو ہم ابلاغ سے صرف نظر کرتے ہوئے انکے ناموں کا کر کرتے ہیں۔

## یہود و نصاریٰ سے متعلق گمان باطل:

موصوف کے ایک کلپ پر نظر پڑی کہ کیا ذکر کرتے ہیں اس سے قبل یہ سن لیجئے کہ جناب کی بعض لوگوں کا یہ خیال باطل ہے کہ موصوف کی ویڈیوز سے اہل علم استفادہ کرتے ہیں، تو یہ ایک تحکیم بلا برہان ہے جسکی کوئی حقیقت نہیں، کیونکہ جسکی باتیں سننے سے علماء کرام منع فرمائیں اور خود ہی اس فعل شنیع میں مبتلا ہو جائیں تو یہ نفاق ہوا کرتا ہے اور الحمد للہ دیوبند علماء کرام اس سے مستغنی ہیں اگر ایک آدھ نے اکیو اگر مخاطب فرمایا ہے تو مراد انکی اصلاح ہے کہ کسی طرح ہدایت پر آجائیں، لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ جو ملاء اعلیٰ میں مانند ابلیس دلیل پیش کرے باری تعالیٰ کے سامنے، "خلقتنی من نار و خلقتنی من طین" تو وہ ایک ایسا تیر ہے جو کمان سے نکل چکا ہے اب وہ کہاں جا کر رکے گا اسکا اختتام کہاں ہوگا، ان شاء اللہ اس رسالے کے آخر میں بیان کر دیا جائے گا۔

تو اس ویڈیو کلپ میں موصوف فرماتے ہیں قرآن کریم کی آیت "ان الذین امنوا والذین ہادوا والنصارى والصائبین" تو اس ویڈیو کلپ پر ہیڈنگ دی گئی ہے کہ یہود و نصاریٰ میں جو نیک ہونگے وہ بھی جنت میں داخل ہونگے۔

باقی کلپ آپ سن لیجئے، کہ جس شخص کو نہ تو سیاق کلام سے واقفیت ہو اور نہ ہی شان نزول سے، تو آپ کس بنیاد پر اس طرح فرما سکتے ہیں کہ خود پڑھو خود سمجھو، جبکہ یہ تو شرعاً ممنوع ہے تکلیف مالا یطاق ہے، جبکہ احادیث مبارکہ اسکا واضح رد کر رہی ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ علماء کا روپ اختیار کر کے، لوگوں کو دینی مسائل بتائیں گے پھر خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے، تو جن لوگوں نے عوام الناس کی حوصلہ افزائی کی ہے کہ آپ ترجمہ قرآن بھی پڑھ سکتے ہیں تفاسیر بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن آپ جو قید لگا رہے ہیں کہ کوئی اختلافی

مسئلہ پیش آئے تو آپ علماء کی جانب رجوع کریں، تو یہ سراسر معنوی تحریف کا مرتکب بنا رہے ہیں اس حال میں کہ آپ کو خبر ہی نہیں۔

## اجمال کی تفصیل:

تفصیل اجمال کی یہ ہے کہ موصوف نے مذکور آیت کی تفصیل میں واضح فرمادیا کہ یہود و نصاریٰ بھی جنت میں جائیں گے، تو سوال یہ ہے کہ آپ نے موجودہ یہود و نصاریٰ کو مراد لیا ہے؟ یا انکو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت بھی یہودیت و نصرانیت پر قائم تھے؟ یا وہ جو اس سے قبل دور جاہلیت میں تھے؟ تو پہلی صورت تو یقیناً واضح ہے کہ وہ جنت میں ضرور جائیں گے اگر یوم آخرت پر بھی ایمان رکھتے ہوں تو حید کیساتھ ساتھ، اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے تو پھر شریعت محمدی کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے اس حال میں کہ وہ شریعت خود بنا کر تمام شریعتوں کے لئے، اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرن اولیٰ کے بعد کے نصرانی و یہودی تاقیامت تک مراد ہیں، تو قرآن کریم کا تبیان الکل شعی ہونا تحصیل حاصل ہوتا ہے، کہ جب خدا ایک ہے

احکام خداوندی یا امور شریعت ایک ہے تو قرآن کریم کن کتابوں کی تصدیق کر رہا ہے؟ اس حال میں کہ وہ محرف (تبدیل شدہ) نہیں، اسلئے کہ جس کتاب کے تحت دخول جنت کا وعدہ ہے وہ کلام اللہ ہوگی، تو اس کتاب کا محرف ہونا باطل ہوا۔

## لفظ "آمنوا" کا مصداق:

پھر ایک اشکال یہ لازم آتا ہے کہ "ان الذین آمنوا" اس آیت مذکور میں "آمنوا" سے کون مراد ہیں؟ کیونکہ یہود و نصاریٰ کے نام کی تو تعیین ہو چکی، تو اب آمنوا کا مصداق کون ہیں؟ اگر ایمان والے مسلمان، تو انکو مومن کس وجہ سے کہا گیا؟ مومن تو ہوتا ہی وہ ہے جو اللہ اور اسکے رسول اور یوم آخرت پر ایمان رکھے تو پھر یہ آمنوا کا مصداق کسکو ٹھہرایا جائے۔

تو خلاصہ کلام یہی نکلا، کہ بلا وجہ عوام الناس کی مجالس میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا، جو لائق نہیں غیر عالم کے، انکو شرارت پر جری کر دے گا، اور پھر یہ ایک ایسا ناسور ثابت ہونگے کہ جسکی اصلاح ماسوائے موت کے اور کوئی نہیں کر پائے گی، اور موت انکے واسطے مصلح ہے اور موت کیوں مصلح ہے تو ان شاء اللہ آخر کتاب میں اسکو بیان کر دیا جائے گا۔

تو جو چند ایک نامور شخصیات، جنکو اہل حق کا بازو بننا چاہئے تھا، اگر وہ ہی ہمارے دشمن بن جائیں تو پھر کیسے اصلاح امت ہوگی؟ کیا آپ نے غور کیا ہے، کہ جس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات طیبہ امت کے ایک ایک فرد کی فکر میں گزر گئی اور آج انہیں کے وارثین کو لیکر کوئی نکلا ہے کہ علم نبوی، اب ہم سنبھالیں گے تو پھر خدا کو گواہ بنا لو اور سنو!

## عالم دین کون ہوتا ہے:

ایک عالم اور جاہل کبھی برابر نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے "فقیہ واحد اشد علی الشیطان من ألف عابد" تو آپ ایک فقیہ ایک ہزار عبادت گزاروں سے بہتر ہے، کیونکہ وہ تلبیس ابلیس کو جاننے والا ہے، احکام خداوندی سے واقف ہے، جنت و جہنم کو خوب جاننے والا ہے اور فقیہ اپنی لغت میں کسے کہتے ہیں وہ بھی سن لیجئے، یقیناً اس

تعریف کے سننے کے بعد آپ خود کو مسلم کہنے کے قابل تو رہیں گے لیکن علمی کہنے کے قابل نہ رہیں گے باذن اللہ تعالیٰ۔

"عالم دین یا فقیہ وہ نہیں ہوتا ہے جسکے پاس کاغذ کا ٹکڑا بطور سند ہو، بلکہ اسکی حقیقت و حیثیت تو عوام الناس کے لئے رکھی گئی ہے، کیونکہ مدرسہ کے کسی طالب علم کو اس بات سے غرض نہیں کہ اسکے پاس باقاعدہ سند ہے یا نہیں؟ بلکہ اس سند کا التزام تو عوام الناس کے لئے ہے، اسلئے وہ کسی بھی اچھی اچھی باتیں کرنے والوں کے پیچھے مت چلیں، خدا را خیال کریں ایسے دھوکے بازوں سے دنیا بھری پڑی تھی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے، اسلئے سب سے پہلے ایسے لوگوں سے انکا نسب نامہ اچھی طرح معلوم کر لیجئے کہ ہر ایرا غیرہ اٹھ کر عوام کی اصلاح شروع نہ کر دے، تو سدا علی الباب اسے لازم کیا گیا، ورنہ عالم دین اہل علم کے درمیان وہی ہوتا ہے جو بالفعل مدرکات کے حصول پر قدرت رکھتا ہو۔"

## خروج غیر عالم:

اس تعریف سے وہ تمام مسلم کتابی نکل جاتے ہیں جو قرآن و حدیث کے نمبرات بتاتا کر، ہمارے ہی اسلاف و اکابر علماء دیوبند کی تحقیقات پر اپنی نمبر پلیٹ لگا کر گاڑی چلا رہے ہیں، اور لوگ یعنی عوام کی مثال چونکہ دین کے اعتبار سے چوپایوں کی مانند ہے تو انہیں کچھ معلوم نہیں کہ یہ تمام تحقیقات نہ تو غامدی موصوف کی ہیں اور نہ ہی انجمنیہ وغیرہ وغیرہ کی، کیونکہ جس قوم نے شرف تلمذ ہی حاصل نہ کیا ہو تو وہ کیسے کمال حاصل کر سکتی ہے یہ تو سنت اللہ ہے ہی نہیں۔



علمائے مدارس ہی وارثین انبیاء کرام ہیں:

اور اگر مزید غور و خوض فرمائیں، تو قرآن کریم شاہد ہے اس بات پر، انبیاء کرام کے وارثین، اگر اس عالم دنیا میں کوئی بن سکتا ہے تو وہ یہی مدارس والے ہیں، اور اگر آپ معترض بن کر وہ حرکات و سکنات پیش کریں گے جو کسی سے بھی ہوئی کسی بھی شکل میں، تو وہ تمہارے قبیلے کے لوگ ہونگے نہ کہ ہمارے۔

**انما یخشى الله من عباده العلماء، کی صحیح و جامع تفسیر:**

کیونکہ قرآن کریم نے واضح اعلان کر رکھا ہے کہ "انما یخشى الله من عباده العلماء" تو یقیناً آپ اس آیت کو جھٹلا نہیں سکتے، اب یا تو وہ لوگ کہ جنہوں نے الٹی سیدھی حرکات کر کے خود کو بدنام کیا ہے تو وہ آپ کے قبیلے کا فرد تھا جو ہمارے مدارس میں آگیا، کیونکہ بقول اسلاف اکابر علماء دیوبند، طالب علم کبھی چور نہیں ہوتا، ہاں البتہ یہ ممکن ہے کہ چور طالب علم کا روپ اختیار کر کے مدارس میں آگیا ہو، تو جس طرح آپکو برائی کے کام عوام الناس میں تو قبول ہیں لیکن ایسے علماء میں نہیں، جو کوئی غلط حرکات کر بیٹھیں، تو اسکی فکر آپ ضرور کیجئے کیونکہ وہ آپ ہی کے قبیلے کا فرد تھا جو ہمارے مدارس میں آگیا، کیونکہ اگر آپ اسے تسلیم نہ کرو گے، تو پھر قرآن کی اس آیت کو جھٹلا دو، اگر تم حق بات پر ہو، یا تو تسلیم کرو کہ اسکے بغیر کوئی چارہ کار نہیں کیونکہ یہ زمین و آسمان اوپر نیچے ہو سکتے ہیں لیکن باری تعالیٰ کا فرمان حق نہ ہو، یہ ممنوع ہے۔

## خوف خدا بحجز عالم دین کے کوئی نہیں رکھتا ہے:

کیونکہ جب عالم دین یافتہ، خوف خدا نہیں رکھتا ہے تو پھر قرآن کریم اور یوم آخرت، ایک افسانہ سمجھو، ایک تماشہ سمجھو کہ جسکی کوئی حیثیت پھر باقی نہیں رہتی، کیونکہ بقول آپ کے اگر داڑھی ٹوپی والا فرشتہ ہونا چاہئے تو یقیناً ایسا ہی ہے، لیکن اسمیں جو برائی اختیار کرتا ہے تو وہ تمہارا ہی بھائی ہے جو ہمارے پاس چور بنکر آگیا تھا تو اس طرح آج یہ قصہ تمام ہوا کہ مدارس جیسی پاکیزہ جگہیں اس کائنات میں ہوں، ناممکن ہے کیونکہ دلوں کو سکون جس جگہ حاصل ہوتا ہے وہ یہی درس گاہیں ہیں جہاں صبح شام قال اللہ اور قال رسول کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔

تو وہ تمام اسکینڈل جسکی پردہ دری کسی نے بھی کی ہے، وہ سب تمہارے گلوں کا ہار ہیں جسکی نسبت تم مدارس کی جانب کر کے اپنی دکانداری چکانے میں مصروف ہو، تو ان دکانداروں میں سب سے پہلا نمبر یہ ہے۔

## انجینئر مرزا علی جھلمی:

یہ ایک ایسا عجیب و غریب شاہکار ہے کہ خود کے بنائے ہوئے جال میں اپنے آپکو پھانس رہا ہے کیونکہ سر پر ٹوپی اور عمامہ اور چہرے پر داڑھی، یقیناً یہ حلیہ آج ہمارے عرف میں مولوی کے نام سے مشہور ہو گیا ہے اور ہم اسپر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ جس نے توفیق دی، کہ ہم اللہ تعالیٰ کے خالص بندوں اعنی انبیاء کرام علیہم السلام کا حلیہ اختیار کریں۔

لیکن اس موصوف کا معاملہ ذرا جدا ہے کہ، انکی مجلس کالب لباب، امت میں جوڑ کے نام

پر توڑ ہے، وہ کیسے؟

## تشریح:

تو شرح اسکی یوں لیجئے، کہ ایک طرف تو موصوف علماء دیوبند اور تمام مکاتب فکر کے لوگوں کی کوئی نہ کوئی بات یا کمزوری پکڑ کر یوں ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اس عالم میں اگر کوئی مخلوق بدتر معلوم ہوتی ہے تو وہ موجودہ دور کے علماء کرام اور ان سے قبل کے لوگ ہیں جو گزر چکے، تو جنکو آپ "بابا بابا بے کہہ کہہ کر اپنی تربیت کا اظہار کئے جارہے ہیں اور عوام الناس کو دین و شریعت سے دور لیکر جارہے ہیں اس حال میں کہ آپ خود انکا ہی حلیہ اپنائے ہوئے ہیں تو ہر وہ شخص جو آپ سے واقف نہ ہو، وہ ضرور آپکو دیکھ کر اسی بات کا حکم لگائے گا کہ یہ بھی مولوی ہے، کیونکہ ہمارا عرف یہی ہے کہ عامی وہ شخص ہے جسکی داڑھی ٹوپی نہ ہو تو جو باقی بچے ہیں وہ مولوی ہیں تو آپ بھی اسی صف میں داخل ہیں بطور اتفاق۔

اور دوسری بات کہ ہم نے کبھی ایسا باکمال شخص نہیں دیکھا کہ جو امت میں جوڑ کے نام پر توڑ کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو کیونکہ آپکی زبان سے نہ شریف محفوظ ہے نہ خبیث، نہ تو آپ امتیاز کرنا جانتے ہیں اور نہ ہی احتساب، کیونکہ آپ میں وہ صلاحیت ہی مفقود ہے جو ایک ممیز ( امتیاز کرنے والے) میں ہونی چاہیئے، اور یہ امتیاز ماسوائے علوم نبوی کسی کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے، اور علوم کسی کو شرف تلمذ لازم ہے کہ اسکا کوئی استاذ ہو، شیخ ہو مربی ہو، انکے بغیر کوئی شخص اگر امیر بنکر لوگوں کے درمیان داخل ہو جائے تو وہ انتشار پھیلانے گا۔

تو عجیب بات یہ ہے کہ جس شخص کو سوائے ایک شخص کے دوسرا کوئی نام ہی نہیں آتا ہو، کہ انکے شیخ یا مربی یا استاذ ہیں تو ایسے شخص کے گرد مجمع کا جمع ہونا، یا اسکی جانب لوگوں کا التفات کرنا، واقعی کمال کی بات ہے، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے دین کا معیار کثرت و قلت پر

نہیں ہے، بلکہ قرآن و حدیث پر ہے، کہ جو قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارے گا وہی کامیاب کہلائے گا۔

### تبراء بازی کا مشغلہ:

کیونکہ تبراء بازی کو اپنا مشغلہ قرار دینا اور اسی میں ساری زندگی لگا دینا سب سے بڑی بے وقوفی ہے، کہ اس امت میں مولانا قاسم نانوتوی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مولانا انوار شاہ کاشمیری صاحب جیسے لوگ گزرے ہیں جو اگر اجتہاد مطلق اختیار کرتے، تو انکی شایان شان ہوتا، لیکن انہوں نے اپنی زندگی کا معیار قرآن و سنت کے ساتھ ساتھ تقلید کو بنایا ہے تو یقیناً اسی میں خیر بھی معلوم ہوتی ہے۔

پوری اسلام کی تاریخ دیکھ لیجئے، کہ معیار ہر ایک نے کسی نہ کسی شخصیت کو بنایا ہے اور یہ معیار بنانا واجب ہے۔

### مقام کی توضیح:

اسپر دو دلائل قرآن کریم سے لیجئے، باری تعالیٰ کا فرمان "فلولا نفر من کل فرقة طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم إذا رجعوا اليهم"، کہ ایک مخصوص جماعت کے ذمہ لازم ہے کہ وہ تفقہ فی الدین کو اختیار کرے اور واپس لوٹ کر ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات سے آگاہ کرے جسکے ذریعے وہ حرام و حلال میں تمیز کر سکیں اور وہ تمام افعال جو موجب بنے اور باعث تشویش بنیں کسی بھی مسئلے سے متعلق جو انکو مشکل میں ڈال دے تو انکی ان امور میں راہنمائی کریں۔

اب یہاں غور طلب باتیں دیکھ لیجئے، کہ ایک مخصوص طبقے کا تفقہ فی الدین کا حصول لازم کیا جا رہا ہے تاکہ وہ واپس آکر تمام مسائل خواہ اعتقادی ہوں یا فرعی، اسکی خبر دیں، اور انکو باز رکھیں ایسی صورت حال کو اپنانے سے جس سے تکلیف کسی کو انفرادی یا اجتماعی طور پر تکلیف پہنچے۔

تو اس آیت میں "والینذروا" کا لفظ آپ جانتے ہیں کیوں استعمال کیا گیا ہے؟ یقیناً آپ جانتے ہیں قوم ہود، نوح، سبا وغیرہ جتنی قوموں کی جانب انبیاء کرام کو بھیجا گیا، تو ان سب کی دعوت و فکر ایک ہی تھی اللہ کے تمام احکامات ان تک پہنچانا، جسکے لئے اللہ نے انکو پیدا کیا، تو ہر ایک کی دعوت اس طور پر بھی مشترک تھی کہ ہم آپ سے کچھ طلب نہیں کرتے ہیں بلکہ ہمارا اجر اللہ کے زمے ہے ہماری حیثیت تو انذار یعنی ڈرانے والے کی ہے، تو یہی مشترک اللہ نے آیت مذکور میں جو بیان فرمایا ہے تو اسکی جانب جو اشارہ ولینذروا قومہم سے کیا جا رہا ہے وہ اسی جانب مشیر ہے کہ یہاں تفقہ فی الدین والے بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، تو یقیناً آج اس بات کا اثبات ہوا کہ العلماء ورثہ الانبیاء، کہ انبیاء کرام کے وارثین یہی علماء کرام ہونگے انکے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا ہے، اور یہی وہ لوگ ہیں جو عالم دنیا میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں، تو جن لوگوں پر خشیت الہی کا اطلاق کیا جائے، انکو بے حیثیت جان کر خود کو انکے مقابل پیش کرنا، ایک ایسی جاہلیت ہے کہ جسکا تصور کسی امت میں نہیں کیا گیا ماسوائے اس مخصوص طبقے کے، جو واقعی دل گردہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا سامنا کریں۔

تو اگر دین اسلام کی حفاظت کا ٹھیکہ اگر علماء ربانین کے پاس نہ ہو، تو کیا کریں؟ ان آیات و احادیث کو جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں انکا کیا کریں زائد مانیں، یا کسی اور معنی پر محمول کر کے ایک ایسا مفہوم عام لیا جائے کہ اسمیں ڈاکٹر، انجینئر سب کے سب داخل ہو جائیں، جبکہ دنیا

کا معاملہ یہ ہے کہ ڈاکٹری کا پیشہ والا انجینئر کو اور اسی طرح انجینئر ڈاکٹر کو کسی قسم کا کوئی مشورہ نہیں دیتا ہے، تو ایک اسلام ہی ایسا لاوارث بچ گیا ہے کہ جس میں جو چاہے اپنا حصہ اس طور پر شامل کرے، کہ گویا اس سے بڑھ کر کوئی شخصیت عالم میں کبھی پیدا ہی نہیں ہوئی۔

## ایک اور علمی نکتہ:

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "فاسئلوا اہل الذکر" کہ جب کوئی معاملہ ایسا درپیش ہو جائے جو آپ نہ جانتے ہوں تو، آپ ایسے لوگوں سے دریافت کرو جنکی زبانیں ہر وقت اللہ کے ذکر سے معطر رہتی ہیں۔

اب یہاں ذکر والے کہہ کر کن کو خارج کرنا مراد ہو سکتا ہے یقیناً وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو قال اللہ اور قال رسول کی صدائیں بلند کریں، کیونکہ سطحی علم کی حیثیت جدا ہے اور تفقہ فی العلم کی حیثیت جدا ہے، کیونکہ اس قدر علم کا جاننا تو واجب ہے کہ جس سے زندگی نماز اور روزہ کے ساتھ گزر سکے اور جو علم مسائل سے متعلق ہے تو اگر وہ بھی واجب کر دیا جاتا، تو اس طرح تکلیف مالا یطاق لازم آجاتا، اسلئے طائفہ کہہ کر اس شبہ کو بھی دور کیا گیا کہ اگر کوئی مخصوص جماعت اس کام میں لگ جائے تو فرض کفایہ سب کی جانب سے ادا ہو جائے گا جیسے نماز جنازہ۔

تو ناظرین با انصاف کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ کیا اس قسم کے لوگ اس بات کے مستحق ٹھہرتے ہیں؟ کہ لوگ اپنی نظریں جید علماء کرام سے ہٹا کر انکی جانب مرکوز کریں۔

## بقول حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ:

اور کیا ہی نرالہ انداز ہے ماشاء اللہ، میرے استاذ محترم حضرت مولانا عبد الرزاق اسکندر صاحب نور اللہ مرقدہ، فرمایا کرتے تھے کہ "بعض لوگ گھوڑے کی مانند ہوتے ہیں کہ جیسے گھوڑے کی دونوں آنکھوں کے گرد ایک پردہ لگایا جاتا ہے کہ وہ دائیں بائیں نہ دیکھ سکے، تو یہی مثال بعض لوگوں کی ہوا کرتی ہے، جیسے ایک ذاکر، سوائے کربلا کے کوئی بیان جانتا ہی نہ تھا، کسی نے دعوت نامہ ارسال کیا کہ آپ تشریف لائیں اور خدا را آج کربلا کو چھوڑ کر سورت لہب پر کچھ بیان کریں۔"

تو ہو سکتا ہے کہ وہ ذاکر بھی انہیں موصوف کی مانند ہو تو وہ ذاکر کہنے لگا کہ اب جانتے ہیں کہ سورت لہب کس پر نازل ہوئی؟

کیا آپ کو معلوم ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو امام حسن و حسین کے نانا ہیں اور بس۔ پھر دوبارہ واقعہ کربلا شروع، تو بالکل ایسی مثال موصوف کی ہے کہ، انکا نزہ علماء کرام کے علاوہ کسی پر گرتا ہی نہیں ہے۔

تجرب کی بات تو یہ ہے کہ اس قدر مضبوط دل کیساتھ، اولیاء اللہ کی شان میں گستاخی کیا کرتے ہیں، کہ جیسے کوئی انکے گھر کا بندہ ہو اور وہ کوئی چوری کرتا ہو اپکڑا گیا ہو۔

## علماء کی صحبت:

مراد یہ ہے کہ ایک عام انسان اس بات کی خواہش رکھتا ہے کہ اسکا اٹھنا بیٹھنا دنیا کے افضل ترین لوگوں کیساتھ ہو، مگر یہاں تو معاملہ ہی الٹا ہے کہ انکے ہاں تختہ مشق وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے کامیابی کے جھنڈے اس طور پر گاڑ دئے ہیں کہ رہتی دنیا ان سے اور انکی وہ

خدمات جو اللہ کے دین کے لئے تھی اس سے استفادہ کرتے رہیں، میری مراد حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی شخصیت ہیں، کہ عجوبہ یہ ہے کہ خود اقرار بھی کیا کرتے ہیں کہ جنہوں نے دیوبند کی بنیاد رکھی، اور پھر اسی میں کیڑے بھی نکالتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ انکے فیوض و برکات عالم دنیا میں ایسے جاری و ساری ہیں کہ جس سے انکار کوئی نہیں کر سکتا ہے، تو اب کا انسان اس قدر پستی میں مبتلا ہو چکا ہے کہ دور جاہلیت کے کفار سے بھی بڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

### منکرین جاہلیت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی نبوت کا دعویٰ کیا، تو جو لوگ مکہ مدینہ سے دور تھے، تو وہ باقاعدہ اپنے جاسوسوں کو بھیج کر تحقیق کیا کرتے تھے کہ بلا وجہ کوئی مصیبت ہمارے ہی سر نہ آ پڑے، تو کچھ کہنے یا کرنے سے قبل مکمل معلومات کیا کرتے تھے تب کوئی اقدام کیا کرتے تھے، اور آج تو دور جاہلیت بھی نہیں، وہ ذرائع جو تحقیق سے متعلق ہیں وہ بھی دور نہیں کہ رسائی ناممکن ہو، اسکے باوجود اگر کوئی متجاہل بتا ہے تو اسکی عقل کا قصور ہے کہ جس پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور انکو معلوم ہی نہیں۔

حضرت نانوتوی کی شخصیت پر کلام کرنا کوئی معمولی بات نہیں، یہ ایسے لوگ گزرے ہیں کہ جنکے متعلق کلام کرنے کے لئے، وہ معیار درکار ہے جو انکی شایان شان ہو، اب آپ ہی بتائیں، کہ یہ علم کیا انبیاء کرام کی میراث نہیں؟ جو بواسطہ رسول، اللہ کے خلیفہ کی جانب بھیجا جاتا ہے جن سے متعلق تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں، تو وہ علم جس ذات اقدس سے متعلق ہے وہ نور ہے، تو اس علم میں بھی اس نور کی صفت کا حلول ہونا لازم ہے۔



## تفصیل اجمال:

تفصیل اس بات کی یہ ہے کہ علم ایک نور ہے یا نور کی مانند ہے جو ان قلوب میں نہیں رہ سکتا، جو ناپاک ہوں، کیونکہ ان کے نزدیک علم شاید اس چیز کا نام ہے کہ جو سامنے لکھا ہے بس اسے ہی پڑھ پڑھا کر تشریح کی جائے تو یہ کام آپ سے بہتر یہود و نصاریٰ کر رہے ہیں اگر یقین نہ آئے تو تحقیق کر لیجئے کیونکہ فلاں حدیث اس بات پر دال ہے، یا میراث میت میں پہلا حق تجہیز و تکفین اور قرض خوا سے متعلق ہے تو یہ تو ظاہری بات ہے، لیکن اب یہ بتلائیں کہ موت میت نے وارثین کو مالک بنادیا میراث کا، تو پھر کیسے غیر کی ملک میں تصرف جائز ہو سکتا ہے؟ یہ ہے وہ "اسرار علوم" یہ ہے وہ علوم جسکی جانب مختصر ترین اشارہ کیا گیا، اور جن پر اکابر علماء دیوبند کی تقاریر و تصنیفات دال ہیں تو آپ کیسے ان چیزوں سے جاہل ہو کر، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ سے متعلق اپنی رائے پیش کرتے ہو "واقعی کمال کرتے ہو"۔

## علوم نانوتوی:

اب آپ فرمائیں کہ جو علوم اللہ نے حضرت نانوتوی کو دے رکھے تھے ان علوم کا کوئی ایک وارث، پوری علماء دیوبند کی تاریخ سے مجھے دکھا دیجئے، پھر اسکے بعد چونکہ آپ خود کو اولوا العلم فرماتے ہیں تو یقیناً آپ حضرت نانوتوی کے علوم پر یقیناً دسترس بھی رکھتے ہوں گے، تو کیا آپ نے انکی شخصیت سے متعلق کبھی علمی میزان میں انکو تولنے کی کوشش کی ہے؟

یقیناً نہیں! اور مشورہ بھی یہی ہے کہ التفات مت فرمائیں کیونکہ آپ خود کو شرمندہ فرمائیں گے، اور یقیناً یہ بات آپکی شان کے خلاف ہوگی، تو جب معاملہ مرتبت کا آئے گا، تو آپ کسی کی دنیاوی زندگی کو دیکھیں کہ اسکا معاملہ اللہ اور اسکے بندوں کیساتھ کیا تھا؟ کیونکہ مرنے کے

بعد میں جانوں، میرا خدا جانے، اب آپکے کلام کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی، لیکن اگر کچھ فرمانا ہی چاہتے ہیں تو انکی حیات کا مطالعہ کریں تو تمام اشکالات دور ہو جائیں گے، کیونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ جو حق کا متلاشی ہوگا، اسے حق ضرور حاصل ہوگا، بشرطیکہ قلب صفاء حاصل ہو، کیونکہ وہ قلب جو گناہوں کی نحوست سے، خواہ شعوری یا غیر شعوری، مرچکا ہو تو ان قلوب پر حق بات کے سوا ہر چیز اثر انداز ہوگی اور اگر اسکا برعکس ہو تو سوائے حق بات کے کوئی چیز اثر نہ کرے گی، کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان اقدس اسی جانب مشیر بنتی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت فرمایا تو آپکا بلا جھجک قبول کرنا، آپکے قلب صفاء پر ایک مضبوط دلالت ہے ورنہ اسم بامسمیٰ کی حقیقت یہ ہے کہ جسکا لقب صدیق ہو تو چاہئے کہ وہ ایسی تصدیق کرے کہ زمین و آسمان ہل جائیں، تو اب فیصلہ آپ خود ہی فرمالیجیے کہ جو معیار آپکے سامنے پیش کیا گیا باذن اللہ تعالیٰ، اگر ہمت ہے تو رد کر دو۔

اور جو یہ گمان کر بیٹھے کہ حق مجھے تلاش کرے، تو پھر منتظر رہیں لیکن آپکی شخصیت سے متعلق ایک بات جو مشہور ہے کہ پہلے آپ بریلوی تھے، پھر دیوبندی ہوئے، پھر رافضی بنے، پھر غیر مقلد ہوئے اب آپ مسلم کتابی ہیں تو معلوم ہوا کہ آپکی پن چکی مسلسل گردش میں ہے اب کہاں جا کر رکے گی واللہ اعلم! لیکن فی الحال ہم آپکو مسلم کتابی نہیں بول سکتے ہیں کیونکہ مسلم اور مومن مترادف ہوا کرتا ہے۔

## مسلم کون ہے:

تحقیق اس مقام کی، تو فقیر کے رسالے میں آئے گی جو بخاری کتاب الایمان سے متعلق ہے، البتہ اتنا جان لیجئے کہ مسلم وہ ہوتا ہے جسمیں انفیاد کا مادہ ہو اور اسمیں نفاق کسی درجے کا نہ ہو،

جو ظاہر ہو وہ باطن ہو، اور خضوع و انقیاد، دونوں آپکی ذات سے کافی دور ہیں کیونکہ جو شخص حضرت نانوتوی اور شاہ ولی اللہ جیسی شخصیات کا نام، زبان کی نوک پر رکھتا ہو تو وہ ایک بار نہیں ایک ہزار بار بھی اقرار کرے کہ وہ متکبر نہیں، تو اسکی بات کا کوئی اعتبار نہ ہو گا۔

میں آپکی ویڈیوز پر کلام نہیں کر رہا ہوں، کہ اسپر کلام کرنے سے قبل اسے سننا پڑے گا، اور کسی کتاب کا ظاہر جب پر اگندہ ہو، تو باقی کتاب کی کوئی حاجت باقی نہیں رہ جاتی کہ مطالعہ کیا جائے، اور یقیناً "فقیر" کو اس قدر توفیق حاصل ہے کہ آپ کی ہر ایک بات پر بالذلیل رد پیش کرے، لیکن جب انجام اور نتیجہ ایک ہی ہو تو بظاہر چند باتوں پر کلام کو تام کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

تو بس آپ یوں گمان کر لیجئے کہ میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ سے لیکر حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ اور آپ سے لیکر مفتی طارق مسعود صاحب حفظہ اللہ تک کا وکیل بنکر اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے نمونہ اسلاف و اکابر، اس بات کا استحقاق رکھتے ہیں کہ انکے پیروں کو تعظیماً بوسہ دیا جائے، کہ یہی منقول ہے سلف صالحین اور صحابہ کرام کی زندگیوں سے، تو خدا اگر کسی کی شخصیت پر کوئی کلام کرنے کا ارادہ ہو تو انصاف کیساتھ تحقیق کیجئے، کیا آپکو معلوم نہیں؟ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان جو لگایا گیا، آپ کیا سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناواقف تھے؟ کہ ایسا کچھ نہیں محض منافقین کا ایک بہتان ہے لیکن آپ نے سب کے سامنے یہ کڑوا گھونٹ پیا اور معاملہ اللہ کے سپرد کیا ہے تو آپ بھی ہر شخص سے متعلق مکمل تحقیق کیجئے انکے ظاہر و باطن کو پر کہہ لیجئے، پھر اللہ کو حاضر ناظر جان کر کوئی فیصلہ جو حق پر مبنی ہو فرمائیں۔

## علمائے دیوبند کا معیار:

ہم علماء دیوبند، زہن میں رکھ لیجئے کہ مدح سرائی میں اگر کوئی معیار رکھتے ہیں، تو مذمت میں بھی ہمارا ثانی کوئی نہ ہو گا مگر باذن اللہ تعالیٰ۔

کیونکہ الفاظ کے زخم کا مندمل ہونا، ناممکن ہے کیونکہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن عام معافی کا اعلان فرمایا، ماسوائے ان لوگوں کے جنہوں نے آپ کی ہجو میں اشعار کہے، ہم تعظیماً ان کا نام ذکر نہیں کرتے ہیں کیونکہ اب وہ صحابیت کا شرف حاصل کر چکے ہیں، کیا فرمایا اس موقع پر، کہ جب میں نے فلاں فلاں سے بیعت نہ کی تو تم میں کوئی سمجھدار نہ تھا کہ جو آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیتا؟ اس جملے کی حقیقت ایک مثال سے سمجھو۔

سراج الدولہ کے دور میں ایک شاعر نے کسی بادشاہ کی ہجو میں ایسے اشعار لکھے کہ اس نے اسکے قتل کا حکم نامہ جاری کیا، اس کا ایک شعر صرف ذکر کرتا ہوں مفہوم کے اعتبار سے، تاکہ آپ کو بات خوب سمجھ آجائے۔

"کہتا ہے کہ فلاں بادشاہ اس قدر بیوقوف ہے کہ اسکی عقل خصیتین میں ہے، اور جب غور سے دیکھا گیا تو اسکے خصیتین بھی موجود نہ تھے۔"

اب اندازہ کرو کہ یہ کس درجے کی ہجو یا برائی ہے، ایک بادشاہ کیلئے، کہ ایک ادنی شخص اس طرح کہے کہ ہمارا بادشاہ نہ صرف بیوقوف ہے بلکہ "خنث" بھی ہے۔

تو یہ ایک شعر ہے جو بطور استدلال پیش کیا گیا کہ کسی کی برائی اس طرح مجہ عام میں بیان کرنا ویسے بھی شرعاً ممنوع ہے اور مزید اگر بہتان بھی ہو تو اسکی قباحت کا کیا عالم ہونا چاہئے۔

تو قصہ مختصر یہ ہے کہ زبان یا الفاظ کے زخم مندمل نہیں ہوتے ہیں اسلئے بطور اشارہ انص آپ سے التجا ہے کہ خدا را آپ دوبارہ کسی عالم دین سے متعلق کوئی بات مت فرمائیں کیونکہ

یہ دور جو گزرا ہے وہ ان وسائل سے خالی تھا جو آج ہیں، تو اب یوں انداز فرمائیں کہ کوئی شخص ہو، جو تمام اشعار کے بحر سے واقف ہو، اور قرآن و حدیث جانتا ہو، فن بلاغت و منطق کا ماہر ہو اور جدید دور ہو، تو اگر کوئی اس بادشاہ کے نام کی جگہ آپکا نام رکھے، اور اس نے جو کچھ کہا اسے بیان کرنے کے بعد اپنا مافی الضمیر بیان کرے، تو وہ کس درجے کی ہجو یا مذمت کرے گا اسکا اندازہ آپ نہیں لگا سکتے ہیں، کیونکہ میں اپنے دوست احباب کے درمیان ایک جملہ اکثر کہا کرتا ہوں

"کہ جیسے تم ویسے ہم" تو اگر ہم بھی اپنی مانند شروع ہو جائیں گے تو خدا گواہ رہے کہ آپ میڈیا کے سامنے آنا تو بہت دور کی بات ہے کسی گناہ کی مجلس میں شرکت کرنے سے منع ہو جائیں گے۔

## غیرت مندی:

اسلئے غیرت مند انسان وہی ہوتا ہے جو اشارے اور کنایات سے اپنی اصلاح کرے اور بات کو مکمل طور پر سمجھ جائے ورنہ تشبیہات اور کنایات کے ضمن میں، اگر آپکا حسب و نسب بیان کیا جائے گا، تو بہت ممکن ہے کہ آپکی روح غم سے پرواز کر جائے اگر آپ غیرت مند ہوئے، کیونکہ اس عالم میں سب سے زیادہ غیرت مند ذات، ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو انکے بعد سب سے زیادہ غیرت مند وہ لوگ ہونگے جو انکے خلیفہ بنیں گے اپنے علماء کرام اسلئے جس قدر اپ بول چکے اسی پر اکتفاء فرمائیں۔

تو جب فقیر آپکی ہجو سے متعلق اگر قلم استعمال کرے گا وہ اس قدر بھیانک ہو سکتا ہے کہ جسکا آپ تصور نہیں فرما سکتے ہیں کیونکہ آپ باقاعدہ عالم دین نہیں، اور شاید آپکو معلوم ہوگا، کہ مولوی آں باشد کہ چپ نہ شود، تو ہرگز کسی کو موقع مت دیجئے کہ جو آپکی ساری زندگی کے

لئے ناسور بن جائے، اور مجھے یہ سب لکھنے میں کوئی پریشانی نہ ہوگی، کیونکہ میں ایک ادنیٰ ساطالب علم ہو گنما ہوں، کوئی نہیں جانتا اور نہ ہمیں اس بات سے کوئی سروکار ہے، لیکن بات یہ ہے کہ اگر ہم اپنا علماء کرام کا دفاع نہ کریں گے تو پھر کون کرے گا؟ آپ تو بڑے آرام سے فرمادیتے ہیں کہ فلاں بھی آجائیں اور ساتھ شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ کو بھی لے آئیں، تو انکا سکوت آپکے لئے کافی ہے جواب میں، کہ جب کوئی شخص آپکی بات پر کان نہ دہرے تو اس سے بڑھ کر اور کیا رسوائی ہونی چاہیئے ذرا بات کو سمجھیں۔

تو پہلے آپ اپنا گریبان جھانک لیں کیونکہ مفتی صاحب کو تو کوئی حاجت نہیں کہ آپ جیسے انسان کے سامنے اپنی صلاحیتوں کو پیش کریں، کیونکہ اگر کوئی مناظرہ مباہلہ کا بالفرض ارادہ ہے تو فقط ایک مرتبہ ساری دنیا کے سامنے تشریف لائیں اور ہمارے اکابر علماء دیوبند تو بہت بعد کی بات ہے "راقم الحروف" سے کسی موضوع پر چاہیں جب چاہیں بات کیجئے، اور وہ بھی اس حال میں کہ دنیا کی ساری کتابوں کی الماری اپنے پاس رکھ لیجئے، جتنے اعوان و انصار ہیں انکو مدعو فرما لیجئے، جتنے میڈیا اس عالم میں موجود ہیں انکو براہ راست کر دیجئے، اور فیصلہ کرنے والا "حکم" اس امت کو بناد دیجئے، اور مجھے فقط ایک قرآن کریم دیجئے کہ آپ سے کچھ سوالات کر سکوں، اور ان باتوں کے جوابات دے سکوں کہ جو آپ آئے دن کہے جاتے ہیں، اتنی وضاحت کے بعد بھی یقیناً ساری دنیا گواہ رہے کہ یہ جتنے نو مسلم اسکالررز، غامدی یا محمد شیخ جیسے لوگوں کی شکل میں ہیں ذرہ برابر اقدام کرنے کی ہمت نہیں کر پائیں گے جبکہ میں تن تنہا ہوں جو یہ دعوہ کئے بیٹھا ہوں، کیونکہ اس کائنات میں اگر کوئی ذات ایسی موجود ہے کہ جو واجب الوجود ہے جسے رب العالمین کہا جاتا ہے جو حق بات کو سننا اور کہنا پسند کرتا ہے تو یہ میرے لئے بطور استعانت کافی ہے۔ کہ میں پوری دنیا کے باطلوں کو ایک طرف کر دوں اور خدا کے اس محبوب دین کو نافذ کر دوں کہ جسکا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے۔

## جسکا کھاؤ اسی کا گاو:

اور پھر کہا جاتا ہے کہ جسکا کھاؤ اسکا گاو تو آپ حضرت شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ سے متعلق سرعام چیلنج کئے جارہے ہو اس حال میں کہ آپ انہیں کی وجہ سے اس قابل ہوئے کہ ویڈیو پیغام جاری کر سکیں، تو ہونا یہ چاہئے تھا کہ ساری امت ملکر مفتی صاحب کا شکریہ ادا کرتی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کیساتھ میڈیا کو بطور ضرورت کے درجے میں جائز قرار دیا ہے ورنہ تصویر کشی کوئی بچوں کا کھیل تو نہیں کہ اپنی مرضی سے کوئی بھی جو چاہے کرتا پھرے، تو اسپر چند باتیں تو خاتمے میں ذکر کیجائیں گی بطور تحقیق، البتہ یہاں اتنا ہی کہنا ہے کہ جن سے استفادہ اور پھر انہیں کا استہزاء، یہ نہایت خطرناک ہے اور بہت ممکن ہے کہ مانع ایمان بن جائے کہ خاتمہ بالآخر ہو۔

## تصویر بازی پر احسرت حرام ہے:

تو معلوم ہوا کہ پوری امت انکی مقروض ہوئی، یہ جو آپ بڑے مزے سے ویڈیو زاپ لوڈ کر کے پیسے کما رہے ہیں، کس نے اپکو اجازت دی ہے؟ یہ بتائیں، اس ویڈیو پر تمام رقم قطعی طور پر حرام ہے کیونکہ آپکی بات کی کوئی حاجت کسی کو نہیں، یعنی یہ ضرورت کے تحت جائز قرار دی گئی ہے، یہ ہر گز مراد نہیں کہ کوئی اپنا چینل بنا کر بیٹھ جائے، آپ خود تحقیق کر لیجئے۔

البتہ؛ علی الاطلاق بھی ممکن نہیں، کیونکہ علماء دیوبند چونکہ معیار ہیں حق کے لئے، تو اگر ان میں سے چند ایک کوئی چینل بناتے ہیں تو کوئی مزائقہ نہیں کیونکہ وہ باطل کے لئے ایک پلیٹ فارم ترتیب دے رہے ہیں اور اسپر انکے اکابر علماء دیوبند کی جانب سے کوئی انتباہ نہیں، کیونکہ حالات اس نہج پر ہیں کہ اس طرح کرنا عین مصلحت ہے، جیسے کوئی کہے کہ میں تلوار سے جہاد کروں

گا بندوق چھوڑ کر، تو ایسے بندے کو کیا کہا جائے گا؟ یقیناً ہر ایک واقف ہے تو اسلئے اضطراب ان کے لئے جواز ہے اور ان شاء اللہ عند اللہ ماجور ہیں۔

## تصویر کی حرمت پر نص ہے:

لیکن آپ کس کھاتے میں ویڈیوز بنائے جارہے ہیں؟ کیا آپ نے باقاعدہ کوئی فتویٰ لیا ہے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ تصاویر کی حرمت پر نص موجود ہے اجماع موجود ہے، تو کیا عذر آپ کے پاس باقی رہ جاتا ہے جبکہ آپ اہل حل و عقد میں سے بھی نہیں کہ کچھ گنجائش نکالی جائے، کیونکہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ ہم فرقوں سے پاک ایک دنیا قائم کریں گے، لیکن کوئی جائز کام، حرام کی استعانت کے ساتھ کیسے درست ہو سکتا ہے؟ کیونکہ آپ اگر کسی ایک دارالافتاء سے اگر اس بات پر کوئی فتویٰ پیش فرمادیں، خواہ وہ اہل دیوبند ہوں، یا بریلوی، یا اہل حدیث جو بھی ہوں، اگر وہ شریعت کی نظر میں آپ کے اس فعل کو جائز قرار دیتے ہیں تو آپ ضرور اجازت نامہ لیجئے، تاکہ آپ کی باتوں میں کچھ جان پیدا ہو سکے، لیکن معاملہ یہ ہے کہ آپ کسکے پاس جائیں گے؟ کیونکہ آپ جیسا انوکھا دوسرا کوئی ہے ہی نہیں، تو آپ کے لئے مناسب یہی ہے کہ اپنی مجلس بغیر ویڈیو کے جاری کریں، ورنہ جتنے لوگ اس ویڈیو کو دیکھیں گے ان سب کا گناہ اس شخص پر لازم ہو جائے گا جو اس ویڈیو کو ترتیب دیکر بنائے گا اور آگے شتر کرے گا، کیونکہ اس شتر کرنے پر کوئی اجر نہیں مل سکتا، کیونکہ آپ کی تمام باتیں ہدایت سے خالی ہیں اسلئے کوئی ایک مکتبہ فکر نہیں ہو گا، جو آپ کو اسکی اجازت دے سکے، تو اب چیلنج اس پوری قوم کو ہوا کہ وہ اس بات پر آپ کو راضی کرے کہ بغیر ویڈیو کے تشہیر کیجئے یہاں تک کہ آپ کی عزت و ناموس باقاعدہ بیان کی جانے لگے، تو پھر یقیناً کوئی ایسا مکتبہ فکر نہ رہے گا جو آپ کو قبول نہ کرے۔



توان ویڈیوز کے جواز کے پیچھے جس شخصیت کی محنت ہے اسکا تو علم آپکو ہے ہی نہیں، بلکہ "الٹا چور کو توال کو ڈانٹے" جیسا معاملہ محسوس ہو رہا ہے کہ جو مصلح ہے اسی کو آپ مقابلے کے لئے پکار رہے ہو، جبکہ استعداد کا آپکا عالم یہ ہے کہ اگر کسی قاری صاحب کے سامنے اگر آپکو بٹھایا جائے، تو ہر لائن میں کم از کم دس غلطیاں نکل جائیں گی، اور یہ کوئی مفروضہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کیونکہ حروف کی ادائیگی کے لئے صرف مخارج نہیں بلکہ صفات کا بھی اعتبار کیا جاتا ہے۔

### آسمان کے نیچے بدترین مخلوق کا مصداق:

کیا آپکو وہ باتیں دھوکے میں رکھے ہوئے ہے کہ جو منقول ہیں علماء سے متعلق کہ ضرور ایک وقت ایسا آئے گا کہ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق یہی علماء ہونگے، تو اس کا اولین مصداق تو آپ جیسے علماء ہی ہیں اور کون ہیں؟ کیا آپکا گمان غالب یہ ہے کہ وہ اسلاف دیوبند ہیں؟ تو انکے فیوض سارے عالم میں کیسے پھیل گئے؟ جبکہ آپ ہی فرماتے ہیں کہ حضرت نانوتوی وہ شخصیت ہیں کہ جنہوں نے دیوبند کی بنیاد رکھی، اور اس اقرار کے بعد ساری دنیا ایک نظر دیوبند پر ڈال دیں کہ کیسے ایک مدرسے کی بنیاد اس قدر وسیع و عریض ہو گئی، جو تاقیامت باقی رہنے والی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تو سب سے پہلے اسکا مصداق آپ ہی کی ذات ہے کیونکہ سرعام آج تک کسی عالم دین نے یہ نہیں کہا کہ وہ علمی بھی ہے مسلم بھی ہے کتابی بھی ہے، ہم تو خود کو طالب علم کہا کرتے ہیں علماء تو آپ جیسے لوگ ہیں جنکے متعلق حدیث مذکور ہے، تو اگر آپ خود کو عالم فاضل منواتے ہیں تو حوصلہ رکھیں ان احادیث کا مصداق بننے کے لئے، ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ کیا دنیائے عالم فقط علماء

پر منحصر ہے؟ کہ ایک معمولی سی جماعت کو تفقہ فی الدین کے لئے فرمایا گیا، اور انہیں کو سب سے زیادہ شریر بھی تصور کیا جائے؟

تو معلوم ہوا کہ صحت حدیث سند او متنا معنی، درست نہیں، اور اگر کوئی ثابت کرنا چاہے تو اس کا مصداق آپ اور آپ کے چاہنے والے ہونگے، علماء دیوبند کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

### بغض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

اور اپ اپنے سینے کو صحابہ کرام کے بغض سے پاک کر دیجیے تو بہتر ہے، کیونکہ صحابہ کرام معیار ایمان ہیں قرآن کریم کی رو سے، تو جہاں سے آپ چاہیں فتویٰ لیجئے کہ منکر صحابہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، ایک ادنیٰ صحابی رسول کے برابر یہ پوری امت نہیں بن سکتی، جسے افضل الامم کا لقب ملا ہے وجہ یہ ہے کہ جس آنکھ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو، اور وہ آنکھ جہنم کا لقمہ بنے، یہ ناممکن ہے، کیونکہ صحابہ کا مطلب ہوتا ہے "و کلا وعد اللہ الحسنی" اور یہاں حسنی سے جنت مراد ہے تو جن لوگوں کو جنت کا پروانہ زندگی میں ہی مل جائے تو ان سے متعلق بکواس کرنے والا مومن کی شکل میں کافر، منافق تو ہو سکتا ہے لیکن مومن نہیں، کیونکہ اگر صحابہ کرام خیر القرون نہیں، تو فضیلت کا باب ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق درست نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "بایہم اقتدیتم اہتدیتم" تو یہاں کسی کی کوئی تخصیص یا مخصص نہیں، اسلئے یہ باتیں کرنا سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے متعلق کہ انکی شان میں کوئی حدیث نہیں، تو نہ ہوا کرے، کیونکہ ہمارے لئے قرآن کریم کافی ہے اس باب میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ، کامیاب ہیں اور ہدایت کے تارے ہیں، اور مشاجرات صحابہ کرام ایسے ہی ہے جیسے امت میں میرا آپ کا اختلاف رائے، تو جیسے اختلاف کی

بنیاد پر میں آپ پر فتویٰ کفر نہیں لگا سکتا اور آپ مجھ پر، تو یہی رائے اختیار کرنا، صحابہ کرام سے متعلق واجب ہے۔

## آپ کی باطل لوجک:

باقی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق جو بغض و عناد آپ کے استاذ اسحاق مرحوم اور آپ کے سینے میں ہے تو اس کی بنیادی وجہ وہ بنیادی غلطی ہے جو آپ نے کی ہے۔ تحقیق مقام کی یہ ہے کہ آپ کافی "لوجیکل" انسان ہیں تو آپ کی لوجک نہایت غلط سمت پر گامزن ہے کیونکہ آپ کا یہ کہنا کہ سیدنا علی و معاویہ رضی اللہ عنہما میں سیدنا علی حق پر تھے، تو اگر آپ اس وقت موجود ہوتے تو کس کا ساتھ دیتے؟ تو یقیناً اچکل کے دور کے اعتبار سے ہر شخص یہی کہے گا کہ ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کیساتھ ہونگے، تو ہمارا بنو امیہ کے خلاف بولنا بھی برداشت نہیں جبکہ۔ آپ کے بقول آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کیساتھ ہوتے تو یقیناً تلوار بھی چلاتے، اور ہم تبراء بازی بھی نہ کریں؟

## درست لوجک معیار ایمان ہے:

تو محترم بات یہ ہے کہ یہ آپ کا مفروضہ یا لوجک باطل ہے کیونکہ ایک تو آپ کلام فرمانے لگے ہیں چودہ سو سال بعد، کہ جب ہر چیز واضح ہو چکی ہے تو آج آپ کا یہ کہنا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، تو یہ اجازت آپ کو کس بیوقوف نے دے دی کہ آپ سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے متعلق وہ الفاظ استعمال کریں جو آپ کے اور آپ کے خاندان کے متعلق اگر استعمال کئے جائیں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ لاجک وہ نہیں بنتی جو آپ نے گھڑ لی، بلکہ لوجک یہ بنتی ہے کہ آپ یوں مت

فرمائیں کہ آپ اگر اس وقت ہوتے تو کس کا ساتھ دیتے، بلکہ تصویروں فرمائیں کہ ایک جانب سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں اور دوسری جانب وارثین عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں کہ جو امیر المومنین سے قصاص طلب کر رہے ہیں، تو یہ ہے لوجک، اب اسکے ضمن میں بات کر کے دکھاؤ اگر آپ حق بجانب ہو، لیکن خدا گواہ رہے آپ ایک حرف نہیں کہہ پائیں گے کیونکہ اگر آپ نے حق بات کھدی تو آپ اہل سنت والجماعت میں داخل ہونگے، تو پھر اشکالات ہی ختم، اور اگر اسکے علاوہ فرمائیں گے تو اسکی حیثیت کچھ باقی نہ رہے گی، کیونکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیس سال خلافت علی منہاج النبوة قائم کی ہے اگر انکو خلفاء راشدین میں شمار نہیں کیا گیا تو کیا ہوا؟ صحیح قول کے مطابق عمر بن عبد العزیز بدرجہ اولی شامل نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ عمر بن عبد العزیز کی تاریخ کا روشن باب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خاک برابر نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ صحابی کی تعریف میں منقول ہے کہ جس نے حالت ایمان میں ایک لمحہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو تو اس شخص پر کیا کلام کرنا، اور ایسے ناپاک لوگوں کی باتوں پر کیا کان دھرنا، جنکے متعفن وجود اس قابل نہیں ہیں کہ انکی باتوں کو معتد بہ کہا جائے۔

باقی اختلافی مسائل پر بحث اپنے اپنے مقام کے تحت کرنا، زیادہ مناسب ہے جو عنقریب رسالات البخاری میں ان شاء اللہ بیان ہو گا اور ایسا اتمام حجت ہو گا باذن اللہ تعالیٰ کہ کسی کے لئے ماننے کے سوا کوئی عذر قابل قبول نہ رہے گا پھر اگر کوئی بضد رہے تو وہ جانے خدا جانے۔

## قربت داری کی کوئی اصل نہیں

کیونکہ اگر آپ قربت داری کو نسل پرستی کو اصل تصور کریں گے، تو جہ الوداع کا خطبہ اس بات پر دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انساب اور رشتوں کے ذریعے فضائل کا

باب اپنے پاؤں تلے روند دیا، اور جب قرابت داری رشتہ داری ایک جانب ہو گئی، کہ فضیلت کے باب میں اسکا کوئی مقام نہیں اور یہی عند اللہ اصل بھی ہے " ان اکر مکم عند اللہ اتقا کم " تو میں ایسے دلائل پیش کرنے کی طاقت رکھتا ہوں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کے مقابلے میں بہت کم محسوس ہونگے، کیونکہ فضائل و مناقب آپ تو بخاری و مسلم میں ڈھونڈتے رہیں گے جبکہ ہم حقیقت بتلاتے ہیں کہ سیدنا علی کا اسلام لانا ایسا ہے جیسے گھر کی مرغی دال برابر، کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو بچے تھے جب ایمان لائے جبکہ آپ کے ولد ابو طالب، عاقل تھے ایمان نہیں لائے، تو اب بتائیں کہ ایمان لانے میں سبقت کونکو حاصل ہوئی؟ کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سارا خاندان یعنی ماں باپ سب اسلام میں داخل ہو گئے، جبکہ سیدنا علی کے گھر سے کوئی ایمان والا سوائے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نہیں،

### حریص علیکم بالمومنین رؤوف الرحیم:

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حریص علیکم بالمومنین رؤوف الرحیم ہیں۔  
تو آپ سیدنا علی کے ایمان پر زیادہ فکر مند ہونگے یا سیدنا معاویہ کے ایمان پر؟ کیا فتح مکہ کے دن اعلان آپ نے نہیں سنا کہ کیا فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے ابو سفیان کے گھر پناہ لی وہ بھی امن یعنی محفوظ ہے تو یہ اعزاز کیوں؟

بس اس قدر مغالطہ آرائی آپ کے لئے کافی ہو گئی کہ آپ تبراء کرتے پھریں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حق بجانب فرمایا؟ تو کیا ہوا؟ آپ نے یہ تو نہیں فرمایا کہ انکے مقابل کافر ہیں ان پر تبراء بازی کرتے پھر و! اگر خلافت کی بات کرتے ہو تو احادیث میں دیکھ لو کہ روز محشر جنکو عرش کا سایہ نصیب ہو گا اسمیں ایک عادل بادشاہ بھی ہیں تو اب ذرا

تحقیق کرو کہ ایک دن کا عدل و انصاف خدا کی زمین پر ایک ہزار سجدوں سے بہتر ہے یا نہیں؟ تو خلافت علی و معاویہ کے درمیان موازنہ کر لو، تو معلوم ہو گا، کہ پانچ چھ سال خلافت رہی وہ بھی پر فتن تھی معلوم کر لو، کہ اسکے بعد آپکو شہید کر دیا گیا، کوئی ایک کارنامہ بیان کرو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے متعلق، اگر بیان کر سکو۔

## وفات رسول اللہ ﷺ پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حالت:

وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غم کا وہ عالم تھا کہ اپنی ذات کی خبر نہ تھی، ایسے میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام کا "علم" تھاما، روز محشر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کیساتھ اٹھیں گے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کیساتھ نہیں، سب سے پہلے ایمان کا حساب کتاب دینے والے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نہیں، روضہ انور میں مدفون ابو بکر و عمر ہیں سیدنا علی نہیں، اب قصے کھانیاں جتنی چاہو بنالو لیکن حقیقت سب کے سامنے ہے مانویانہ مانو آپ کی مرضی، پر خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کا باب بہت زیادہ حسین ہے دیکھ لو۔

## خلافت یزید:

اگر اشکال یہ ہے کہ یزید کو خلیفہ بنایا تو کونسا جرم ہو گیا کہ خلیفہ بنانے کے لیے عاقل بالغ مسلم اور سیاسی امور میں مہارت ہونا کافی ہے، تو اب یزید کے کر توت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سر ڈالنا کیسے درست ہو سکتا ہے جبکہ آپ نے اپنی موت سے قبل تلقین کی تھی کہ آل بیت کا اکرام کرنا انکا ہم پر حق ہے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا اکرام کرنا کہ وہ نواسہ رسول ہیں اور مشابہ

ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے، تو بات ہی ختم ہو گئی، کہ آپ نے خود فرمایا کہ میں نے تقریباً بیس سال حکومت کی اپنے چاروں ساتھیوں کے طرز پر یعنی علی منہاج النبوءہ، تو اور کونسا باب باقی رہ گیا کہ آپ کی فضیلت کو دیکھا جائے، کسی کے مقابل؟

### سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور کتابت قرآن:

بلکہ حاجت ہی کیا ہے جب ایک نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صحابیت کا شرف عطاء کرے تو جس نے سو سے زائد خطوط لکھے ہوں کتابت قرآن کی ہو، تو اسکے مقابل کوئی کارنامہ اگر آپ کے پاس ہو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے متعلق تو پیش کرو! یقیناً مسوائے ہڈ دھرمی کے کوئی چیز مانع نہ ہوگی حقیقت کو قبول کرنے سے۔

اور یہ تو چند ایک باتیں ہیں اگر روایات و قصص کا ذکر باقاعدہ کیا جائے تاریخ سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بہت آگے بڑھ جائینگے اس میزان کے اعتبار سے جس پر تم تولنا چاہتے ہو لیکن ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

### بغض روافض پر باطل دلیل:

تو اسی پر اکتفاء کروں گا البتہ مولانا اسحاق مرحوم غالباً آپ کے استاذ ہیں اور انکو آپ کا ہی استاذ ہونا زیادہ لائق ہے کیونکہ موصوف کا یہ کہنا کہ کسی رافضی کا صحابہ کرام سے متعلق سب و دشتم کرنا، اسلئے معذور ہے کہ انکو اخبار ہی اسی طرح موصول ہوئی، تو یہ بات تو خلاف عقل و نقل بھی ہے، خلاف عقل تو اس لئے کہ انکی بدولت آپ بڑے آرام سے اللہ کی نعمتیں استعمال کر رہے ہیں، اور نقلاً اس اعتبار سے کہ "إذا جاء کم فاسق بنباء" تو آپکو چاہئے کہ مکمل تحقیق کر لیجئے،

کیونکہ آپ کو رائے اختیار کرنے کا حق حاصل ہی نہیں جب آپ کی رائے اہل سنت والجماعت سے جدا ہے تو تحقیق بھی آپ کے ذمہ واجب ہوئی، اب یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ میں نے فلاں پر تبراء کر دیا کیونکہ میرے آپ کے عرف میں یہ بات مشہور و معروف ہے کہ ہم کسی کی بھن بیٹی یا بھائی بیٹے سے متعلق کوئی رائے اختیار نہیں کر سکتے ہیں جب تک کہ مکمل تحقیق نہ ہو جائے، اور کمال اپنے بھائی بھن بیٹی کی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے میں نہیں ہے، بلکہ وہ تو غیرت کا تقاضا ہے، کمال تو یہ ہے کہ آپ اپنے علاوہ کی عزتوں کے محافظ بنیں یہ ہے کمال۔

تو یہ حال میرا اور آپ کا ہوا، تو پھر ہماری نظروں میں صحابہ کرام سے متعلق کیا گمان ہونا چاہئے اسکا اندازہ یوں لگا لیجئے کہ ہم ناموس صحابہ کرام میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن انکی ذات سے متعلق ایک لفظ کسی میں جرات نہیں کہ ہمارے سامنے کھڑے ہو کر کہہ سکے ان شاء اللہ، باقی پس پردہ اگر کوئی تبراء کیا کرتا ہے تو ہم مکلف بھی نہیں، کہ اسے عبرت بنائیں کہ یہ معاملہ حاکم سے متعلق ہے۔

تو اتنی بات کے بعد اتنا کہنا چاہوں گا کہ اگر آپ کو عزت، شہرت، دولت کا بہت زیادہ شوق ہے تو پھر چند باتیں غور سے سن لیجئے۔

## اول من تسعربہ النار:

اس حدیث کا مفہوم بزبان فقیروں لیجئے "اول من تسعربہ النار رجل تعلم العلم ریاء، وهو تظاهر بخلاف ما فی الباطن فعل ذلک ریاء..

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال!! ان اخوف ما اخاف علیکم الشک الأصر، قالوا: وما الشک یا رسول اللہ؟ قال الریاء. [حدیث]



## مبلغ صالح بنیں:

تو یہاں تک تو آپ نے ہمارا ایک دیدار تصور کیا، اور اب مزیدیوں لیجئے، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک پلیٹ فارم دے دیا ہے یقیناً ہزاروں لاکھوں لوگ آپ سے استفادہ کر سکتے ہیں اسلئے آپ خود کو قیمتی بنائیں تاکہ آپ کو ہر ایک قدر کی نگاہ سے دیکھے۔

تو اگر واقعی آپ کے اندر جذبہ ایمانی اور دعوت توحید کا سمندر ہے تو اسے درست جگہ استعمال فرمائیں یہی آپ کی دنیا و آخرت کے اعتبار سے بہتر ہے، کیونکہ جو شخص عاجزی اختیار نہ کرے، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کہ اسکی باتوں سے امت عمل پر اجائے، اگر یقین نہ آئے تو رازداری کے ساتھ ایک ایک طالب سے پوچھ لیں، کہ پچھلے ایک ماہ میں آپ نے کتنی فجر و عشاء پڑھی ہیں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر بتادو، اگر نوے فیصد لوگ غیر مصلیٰ نہ ہوئے تو پھر کہیں جو چاہیں۔

کیونکہ شہید جنید جمشید رحمہ اللہ نے ایک قصہ اپنے متعلق نقل کیا ہے کہ جب اللہ نے مجھے ہدایت دی تو شیطان نے مجھے ایک وسوسہ ڈالا، کہ تو وہی شخص ہے کہ جو امریکہ لندن میں گیا کرتا تھا تو ہزاروں کا مجمع ہوتا تھا، اب تو دین کی دعوت دے گا تو کون تیری بات کو سنے گا؟ تو وہ کہنے لگے کہ یہ وسوسہ مجھے بار بار صراط مستقیم سے ہٹانے لگا، کیونکہ اجکل ہر شخص اس کوشش میں ہے کہ اسکے لئے ہٹو بچو کے نعرے ہو، اللہ کا کرنا ایسا ہو کہ جب دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا تو ہزاروں کا مجمع لاکھوں میں تبدیل ہو گیا، لیکن وہ مجمع ذکرین کا تھا غافلین کا نہیں، تو اللہ تعالیٰ نے انکو انکی اس سوء ظن جو پیدا ہو رہا تھا اسکے بدل میں اس سے کئی زیادہ محترم مجمع عطاء کر دیا کیونکہ اللہ کا دین یقیناً کسی کا محتاج نہیں، جو چاہے اپنا حصہ ڈالے، لیکن اس طرز و طریقہ پر جو منقول ہو، اپنا طریقہ نہ بنائے کہ اسمیں سوائے ناکامی کے کچھ نہیں، تو خود کو آپ جھکا لیجئے، کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا! "من تواضع لله رفعه الله" بغیر کسی حرف کے واسطے کہ رفعہ اللہ فرمایا، جو اس جانب مشیر ہے کہ فوراً اللہ اسے عزت عطا کرے گا، کیونکہ اس دنیا سے کوئی کچھ نہیں لیکر گیا ہے آج تک، ماسوائے اعمال کے، تو آپ تفریق کے بجائے جوڑ پر توجہ دیں، وہ جوڑ جسکی ترغیب دی گئی ہے وہ جوڑ نہیں کہ جو جوڑ کے نام پر توڑ ہو، کیونکہ آپکو معلوم ہونا چاہئے کہ اپکی مجلس کا ہر شخص بجائے عمل کے، اس نیت کے ساتھ رخصت ہوتا ہے کہ وہ کل کیا کیا برائیاں جمع کر سکتا ہے فلاں فلاں کی، تو آپکو اسکا ٹھیکہ کسی نے نہیں دیا ہے آپ اپنی ذات سے متعلق مسؤول ہو۔

تو آپ جس قدر نیکی اور اچھائی کی جانب قدم بڑھائیں گے اسی قدر آپکی باتوں سے نور پیدا ہوگا، اور لوگ اصلاح پر آئیں گے، حال ہی میں ایک بیان نظر سے گزرا کہ جسمیں آپکو فکر لاحق ہو رہی ہے کہ آپکے مرنے کے بعد اس دنیا کا کیا ہوگا؟ گویا کہ شاید آپکے دل میں یہ وسوسہ ڈالا گیا ہے کہ یہ سلسلہ تبراء بازی کا چلتا رہے مسلسل، تو آپ کے لئے برادرانہ مشورہ ہے کہ آپ سکون سے مرجائیں، بس اللہ کو راضی کرنے کے ساتھ، کیونکہ اس عالم میں اگر کسی ذات کو ہمیشہ رہنا ہوتا، تو وہ ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھی لیکن آپ سے متعلق فرمایا "انک میت وانهم میتون" کہ باقی رہنے والی ذات وہی ہے جس پر عدم نہ آیا ہو تو آپ اس چیز کی فکر مت کریں کہ آپکے بعد کیا ہوگا؟ بلکہ اس بات کی فکر کریں کہ آپکے ساتھ کیا ہوگا؟

تو کرنے کا کام اتنا ہے کہ اصلاحی تعلق قائم فرما کر بالکل اسی طرح مجلس کا اہتمام فرمائیں لیکن اسکا طرز و طریقہ بدل دیں، جھک جائیں نرم ہو جائیں پھر آپ دیکھ لیں گے اپنے قلب کی کیفیت کو جو اس دن ہوگا باذن اللہ تعالیٰ، اور اسکا محاسبہ کریں اس قلبی کیفیت کیساتھ جو اس سے قبل تھا تو یہ جو کچھ بھی کہا گیا آپ کی ذات سے متعلق وہ ایک ادنیٰ درجے کا طالب علم ہے تو آپ ندازہ فرمائیں کہ اگر اسکے اساتذہ کرام نے قلم کی نوک پر آپکا اسم گرامی لیکر کہنا شروع کیا تو اسکا کیا

عالم ہونا چاہئے؟ یقیناً اسکی استطاعت اپ نہیں رکھ سکیں گے کہ کچھ فرما سکیں، کیونکہ اس رسالے کا جواب آپکے پرزے ڈھیلے ڈھالے کر دے گا تو مزید اگر کوئی بار اپنے کندھے پر لینا چاہتے ہیں تو پھر کھل کر میدان میں تشریف لائیں، "واللہ العظیم" ہم اس بات کی مکمل صلاحیت رکھتے ہیں باذن اللہ تعالیٰ، کہ اپکی صحیح کو بھی غلط اور غلط تو ہے ہی غلط، اس حال میں کہ اپکو معلوم بھی نہ ہوگا، کہ بخ بستہ موسم میں ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کس کونے سے داخل ہو رہے ہیں۔

### حضرت نانوتوی علیہ الرحمہ:

اور حضرت نانوتوی علیہ الرحمہ کا نام پر آپ نے جو فالتو باتیں کی ہیں اسپر اللہ سے معافی طلب کریں، کیونکہ آپ نے جو الفاظ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب سے ثابت کر کے من گھڑت تشریح کر دی، اسے بیان نہیں کیا جا رہا ہے صرف اسلئے کہ ہم بہت وسیع ظرف رکھتے ہیں آپکی مانند ہر گز نہیں کہ کوئی آپکے لئے دور دراز کا سفر کر کے دودن آپکے ہاں قائم رہا، مگر آپ نے جس بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا اسکی نظیر ایک جگہ ملتی ہے کہ جب حضرت نانوتوی علیہ الرحمہ کو آپ ہی کے مانند کسی ہندو پنڈت نے چیلنج کیا، تو وہ بھی بالکل آپکی طرح اپنے گھر میں قید ہو گیا، لیکن اس وقت چونکہ جو شخصیت تھی وہ حضرت نانوتوی کی تھی جنکے قلب میں معرفت الہی ایسے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کہ انہوں نے ہر گلی اور کوچے میں اس پنڈت کے تمام اعتراضات اور انکے جوابات کی تشہیر کر دی، تو شکر ادا کریں اللہ کا کہ جنہوں نے اس سنت کو زندہ نہیں کیا اور اس طرح پردہ چاک نہ ہو سکا، باقی تفصیل اگر درکار ہو تو "واقعہ میلہ خدا شناسی" پڑھ لیجئے تاکہ آپکو معلوم ہو کہ حضرت نانوتوی کا مرتبہ اس عالم دنیا میں کیا تھا علم و فضل کے اعتبار سے، اور اگر آپ استعداد رکھتے ہیں تو تصحیح نیت کیساتھ وہ کتاب پڑھ لیجئے جسمیں آپ نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی

ذات اقدس سے متعلق جو تعریف و توصیف فرمائی ہے اسکی مناسبت کچھ یوں ہوگی ہے کہ جیسے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، "کہ میری مثال انبیاء کرام کے درمیان ایسی ہے جیسے ایک خوبصورت محل میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو اور وہ خالی جگہ بد نما محسوس ہو رہی ہو، تو اس خوبصورت محل کی آخری اینٹ میں ہوں کہ جسکے بعد مزید تزئین کی کوئی حاجت باقی نہیں رہ جاتی، تو اس مناسبت کیساتھ اس کتاب کو اگر آپ پڑھیں گے استحضار کرتے ہوئے ان باتوں کا جو بیان کی گئی، تو بالکل اسی مناسبت سے جو تعریف و توصیف آپ نے بیان فرمادی، اور جس انداز سے ختم نبوت پر "مہر" لگادی، تو اب کسی قسم کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ کوئی دعویٰ نبوت کرے

### رحمانی اور ابلیسی دعوت میں فرق:

اور ایک بات ضرور ذہن میں رکھ لیجئے ایک ہے ابلیس کی جماعت جو گناہ کو مزین کر کے دعوت دیتا ہے تو اسکی جانب پوری دنیا کھنچی چلی جا رہی ہے الا ماشاء اللہ، اور ایک ہے رحمان کی دعوت، کہ جسکا رخ باد مخالف کی جانب ہے تو کمال اسی جانب ہو گا یقیناً آپ بات کو سمجھے ہوں گے۔

"وما علینا الا البلاغ" تو اب فیصلہ آپ فرما لیجیے کہ کیا آپکے لئے بہتر ہے اور کیا ہمارے لئے، تو آپکے لئے ہماری جانب سے اللہ کا پیغام ہے !!! "لا تتبع اھوائھم..... اللہ یجمع بیننا و بینکم والیہ المصیر" تو جو دن آپکو بہت دور معلوم ہو رہا ہے وہ میرے اور آپکے سر پر آن پہنچا ہے کہ باری تعالیٰ کا فرمان "اقتربت الساعة" یہاں ماضی کا صیغہ بیان کرنے کی وجہ یقیناً آپ جانتے ہوں گے، کہ گویا وہ گھڑی اچکی ہے کیونکہ جس چیز کا انا حتمی ہو وہ گویا کہ اچکی ہے اور اللہ کسی چیز سے غافل نہیں۔

## حباوید احمد غامدی:

دین ادب کا نام ہے جسمیں ادب نہیں اسکا دین بھی نہیں، کیونکہ ادب کا باب صرف اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق نہیں ہر مسلمان اس میں شامل ہے۔

یہ موصوف بڑے آرام سے فرماتے ہیں "کہ میں نہایت ادب و احترام کیساتھ فلاں بات سے اختلاف رکھتا ہوں" تو یہ درحقیقت اختلاف نہیں خلاف فرمانا چاہتے ہیں، کیونکہ آپکے فتاویٰ کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں، تو آپکا فرمان کہ میں ادب سے اختلاف کرتا ہوں، تو ہم بغیر سوچے سمجھے آپکی تمام باتوں کو بڑے ادب کیساتھ کچرے کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں اولاً۔

## تفصیل اجمال:

تفصیل اجمال کی یہ ہے کہ لوگوں کے معیار کا عالم دیکھیں، کہ میڈیا پر جناب غامدی صاحب کو ایک جانب بٹھا کر کسی مسئلے سے متعلق علماء کرام کی رائے لیجاتی ہے اور اسکے بعد بطور تحقیق غامدی صاحب کو مخاطب کیا جاتا ہے کہ اپکی رائے فلاں مسئلے سے متعلق کیا ہے؟ "انا للہ وانا الیہ راجعون"

تو اینکے پرسن کی عقل پر سب سے پہلے ماتم کرتے ہیں کہ جنکا مجتہد اور فقیہ ایک ایسا شخص ہے جو قرآن و حدیث کے الفاظ سے واقف نہیں، جو فقط اپنے علم پر بھروسہ کئے بیٹھا ہے اس حال میں کہ جہاں اجتہاد کی کوئی گنجائش ہی نہیں، مثلاً موصوف کہتے ہیں کہ استبراء رحم اگر کسی ٹیسٹ یا الٹراساؤنڈ کے ذریعے معلوم ہو جائے تو مزید عدت عورت پر واجب نہیں، تو جو علت موصوف سمجھے ہیں یعنی اختلاط المراء، وہ علت تو یہاں سرے سے ہے ہی نہیں، کیونکہ آپ تو الٹراساؤنڈ کی بات فرما رہے ہیں، میں اس سے بڑھ کر انوکھی صورت بتلاتا ہوں کہ کوئی باندی اگر آپکو مل جائے،

اور وہ دس قرآن کریم اپنے سر پر باندھ لے اور اپنے باکرہ ہونے کا اعلان کرے کہ وہ لفظ جماع سے بھی واقف نہیں، چاہے آپ ایک ایک ہزار الٹرا ساونڈ کر لیجئے تب بھی اسپر عدت بالحيض لازم ہوگی، کیونکہ یہاں علت حیض نہیں جو آپ سمجھ بیٹھے ہیں یہاں علت "نفس" ہے جو ثابت ہے قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

تو یہ تو ایک مسئلہ بیان ہونا جانے اس جیسے کتنے مسائل ہونگے کہ جن پر آپ نے بے وجہ کلام فرمایا ہوگا، تو سب سے پہلے تو آپ سارے عالم سے یہ فرمادیں کہ میں اپنی تمام تحقیقات سے رجوع کرتا ہوں خواہ وہ درست ہو یا غلط۔

### دینی لبادہ لازمی شرط ہے:

کیونکہ ایک تو آپ کو وہ حلیہ اختیار کرنا چاہئے جو ایک مسلمان کے لائق ہے کہ چہرے پر سنت رسول ہو اور سر پر کوئی عمامہ وغیرہ ہو، کیونکہ ایک واقعہ کتب تاریخ میں مذکور ہے۔ ایک بھکاری کسی بادشاہ کے دربار چلا گیا سوالی بنکر، تو بادشاہ نے اسے ذلیل و رسوا کر کے اپنے دربار سے بھگادیا، تو اب اس نے دل میں ٹھان لی، کہ اس سے اپنی بے عزتی کا بدلہ بھی لوں گا، اور بہت سارا مال بھی، تو اس نے بالکل آپکی اور آپکے اخوات کی مانند بھیس بدل کر صوفی بزرگ بن بیٹھا اور اسوقت بھی آپکے سامنے موجود حاضرین کی مانند حاضرین موجود تھے، اور اسی طرح کے اینکر پرسن بھی جو آپ سے استفادہ کرتے ہیں تو جیسے جناب کو شہرت ملی ویسے ہی اسکو بھی شہرت ملی، لیکن وجہ تشبیہ جو تحت النظر رکھیں تو بات بالکل واضح ہے، تو اسکی شہرت بادشاہ تک پہنچ گئی، تو بادشاہ کو بھی خیال آیا کہ کیونکہ انکی زیارت کی جائے، جیسے ہمارے وزیر اعظم عنقریب آپکی زیارت فرمائیں گے، تو جیسے ہی بادشاہ داخل ہوا تو فقیر جو صوفیت کا لباس پہنے بیٹھا تھا فوراً بول

اٹھا کہ یہاں سے دور ہو جاؤ، ہم صرف صاحب دل سے ملاقات کرتے ہیں دنیا داروں سے نہیں، تو یہاں وہ فقیر آپ سے آگے بڑھ گیا کیونکہ اس نے ناصر صرف حلیہ بدل بلکہ انداز گفتگو، اور چال ڈھال، لب و لہجہ بھی بدل دیا کہ بھکاری کے مناسب یہی ہے کہ وہ سوال کیا کرے اور اولیاء اللہ کے مناسب یہ ہے کہ وہ سوال نہ کرے، تو جب کسی کا روپ اختیار کیا جائے تو اسکی من و عن اتباع بھی لازم ہوتی ہے کیونکہ دل میں کچھ اور زبان پر کچھ یہ نفاق کی علامت ہے۔

تو آپکا اختلاف جیسا بھی ہو، شرع کی رو سے اسے رحمت ہونا چاہئے جیسے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اختلاف امتی رحمة" تو یہ امت کے حق میں رحمت ہو، یہ اختلاف شرعاً مقبول ہوگا، اور ہر وہ اختلاف جو خلاف شرع ہو تو وہ مقبول نہ ہوگا، تو اب معاملہ یہ ہے کہ آپکی رائے قرآن و سنت کے مطابق ہونی چاہئے، تو اگر قرآن و سنت کے مطابق ہوگی، تو یہی رائے فقہاء کرام سے منقول بھی ہوگی یقیناً، اور اگر آپکی رائے خلاف ہو فقہاء کرام کے، تو آپکی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا،

## عقل معیار نہیں:

کیونکہ فقہاء کرام کی رائے عقل پر مبنی نہیں بلکہ قرآن و سنت پر مبنی ہے تو اگر آپکی رائے موافقت کر جائے تو یہ تحصیل حاصل لازم ہوا کہ ایک بات مکرر ذکر کرنا یہ کوئی فن نہیں، اور اگر وہ خلاف ہو تو اسکا کوئی مقام ہی نہیں، تو اب آپ ہی فرمائیں کہ کیا اس دین میں مزید کسی اجتہاد کی حاجت ہے؟ تو اگر اس عالم دنیا میں اپنے علاوہ ساری دنیا کے لوگ اتباع یا تقلید کو اختیار کرتے ہوں، تو وہ سب ایک طرف ہو کر غلط اور آپ ایک جانب ہو کر، حق بجانب باقی رہیں یہ تو عقل کے بھی خلاف ہے بلکہ یہ تو ایسے ہی ہو گیا کہ جیسے جمہوری نظام میں ایک طرف دس بیوقوف جمع ہو

جائیں اور دوسری جانب ایک عقلمند، تو کثرت کی بناء پر دس بیوقوفوں کو ترجیح دی جاتی ہے تو یہی حال ہے آج میڈیا کا ہو چلا ہے افسوس کی بات تو یہ ہے کہ یہ اصول اب سیاست کے علاوہ دین میں بھی داخل ہو گیا ہے جیسے ایک بات مسٹر اینکسر پرسن کا آپ سے مسائل کی تصدیق کروانا تو دوسری جانب علماء کرام سے صرف نظر کرنا، اس حال میں کہ وہ جانتے ہیں کہ اس قوم کا کیا حال و مستقبل ہو گا، جو اپنے ہی ہادی کو "مقتدی" تسلیم نہ کرے۔

اسکے بعد چند ایک نظریات جو آپ سے متعلق ہیں وہ بیان کئے جاتے ہیں تاکہ امت پر یہ بات واضح ہو جائے کہ ہر چمکدار شے سونا نہیں ہوتی اور نہ ہی ہر وہ شخص جو اچھی اچھی باتیں کرے اسکے پیچھے مقلد بنکر نہیں چلا جاتا ہے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ یہ وہ لوگ ہیں جو خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے، تو چند ایک عقائد غامدی ذیل میں اجمالاً دیکھ لیجئے اور پھر مختصر تشریح بھی سن لیجئے۔

جس پر میرے مادر علمی، میرے اساتذہ کرام نے کافی شافی بیانات تحریری اور کلامی صورت میں بیان فرمادیا ہے بس چند ایک باتیں بطور اتمام حجت و حرف آخر سن لیجئے اسکے بعد بھی اگر آپ اپنے نظریات پر قائم رہنا چاہتے ہیں تو یقیناً آپ یہ بھی جانتے ہونگے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر اپنی جنت کو نہایت وسیع بنایا ہے ایمان والوں کے لئے تو اسکی جہنم بھی بڑی وسیع ہے، تو جو چاہے خوشی سے داخل ہونا، تو ضرور جائے کیونکہ "اذا جاء نصر اللہ والفتح" اس سورت کے نزول کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت و بلندی نصیب فرمادی، تو اب مولفت القلوب کو استحقاق زکات سے فارغ کر دیا گیا، جسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ لا اکراہ فی الدین، کہ اب دین میں نہ تو زور زبردستی ہے اور نہ ہی ایسی لالچ کہ جو موجب بنے دخول اسلام میں، کیونکہ اللہ نے اپنے دین کو عزت و کامرانی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں نصیب فرمادی، تو پھر آپ



صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک اور شہروں کی جانب کجاوے باندھنا ((سفر کرنا)) ختم فرمادیا بلکہ آپ مدینہ منورہ میں ہادی عالم بن کر بیٹھ گئے اور ساری دنیا سے جوق در جوق آپ کی خدمت اقدس میں تشریف لانے لگے، جسے تاریخ میں عام الوفود کہا جاتا ہے، تو اب اگر آپ یوں سمجھتے ہیں یا جو آپ کے ہم خیال ہیں یا جو مخالفین ہیں علماء کرام دیوبند کے، تو وہ اپنا قبلہ خود ہی درست کریں۔

### حلال و حرام واضح ہو چکا:

کیونکہ حق واضح ہے حلال و حرام واضح ہے اور وسائل کی کوئی کمی نہیں، تو اب اپنا ٹھکانہ اتنے وسائل اور اتنی بڑی اللہ کی جماعت یعنی علماء دیوبند اہل سنت والجماعت کی موجودگی میں بھی اپنی رائے کو اختیار کرتا ہے اتباع کو چھوڑ کر، تو یقیناً وہ خود کو حق بجانب سمجھتا ہوگا، تو پھر ایک کام کیجئے کہ اگر آپ کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ سب غلط بیان ہوا آج تک جو بھی بیان ہوا جس نے بھی بیان کیا، تو پھر آپ موت کی خواہش اللہ کے حضور ظاہر کریں، اسپر میں آپ کو فتویٰ دیتا ہوں کہ ان شاء اللہ آپ کا یہ موت کو طلب کرنا بدلیل قرآن کریم بالکل درست ہوگا ((قل ان كانت لكم الدار الآخرة عند الله خالصة من دون الناس ، فتمنوا الموت ان كنتم صادقين)) البقرة ۹۴۔

اب وہ نانو تو ہی کیا جو تشبیہ اس حال میں دے، کہ جس کا نہ سر ہو نہ پیر، تو اس کا سیاق کلام دیکھ لیجئے کہ جن لوگوں نے اعنی (یہود و نصاری) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مخالفت کی ان باتوں سے متعلق جو بیان کی گئی ان کے سامنے، عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے ارشاد فرمایا کہ آپ ان سے کھدیجئے کہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو پھر موت کی تمنا

کرو، تو انہوں نے یہ تمنی نہیں کی، جسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ اگر یہ تمنی ہوتے موت کے، تو اللہ تعالیٰ انکو اسی وقت جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ان پر واضح کر دیتا۔

یعنی معلوم ہوا کہ وہ اپنے کلام میں صریح مخالف تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے، تو ایسے بد بخت لوگوں کے لیے اگر جہنم نہ بھڑکے گی، تو کسکے لئے بھڑکے گی؟ کہ کون ہے اس عالم میں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سچا ہو، تو آج پھر تاریخ ایک بار دہرائی جاتی ہے "وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نَدَاوْ لَهَا بَيْنَ النَّاسِ" کہ اس رسالے میں آپکے تمام عقائد کو ایسی ہوا کے جھونکے سے "شفف" کیا جائے گا کہ جسکے بعد مزید کلام کی گنجائش ہی باقی نہ رہے گی۔

تو سب سے پہلے تو آپکے عقائد جو منقول ہیں انکی اجمالی صورت سامنے رکھی جاتی ہے اسکے بعد چند ایک سطور میں اگر آپکے عقائد روئی کے گالوں کی مانند "تتر بتر" نہ ہو جائیں ہباء منشورانہ ہو جائیں تو پھر آپ ضرور یہ مجالس قائم رکھیں، کہ آپ سے بڑھ کر سچ کہنے والا کوئی نہ ہو گا تو اجمالا آپکے وہ تمام عقائد جو خلاف قرآن و سنت ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

## غامدی کے عقائد باطلہ

1- عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ [میزان، علامات قیامت، ص: 178، طبع 2014]

2- قیامت کے قریب کوئی مہدی نہیں آئے گا۔ [میزان، علامات قیامت، ص: 177، طبع

مئی 2014]

3۔ (مرزا غلام احمد قادیانی) غلام احمد پرویز سمیت کوئی بھی کافر نہیں، کسی بھی امتی کو کسی کی تکفیر کا حق نہیں ہے۔ [اشراق، اکتوبر 2008، ص: 67]

4۔ حدیث سے دین میں کسی عمل یا عقیدے کا اضافہ بالکل نہیں ہو سکتا۔ [میزان، ص: 15]

5۔ سنتوں کی کل تعداد صرف 27 ہے۔ [میزان، ص: 14]

6۔ دائرہ سنت اور دین کا حصہ نہیں۔ [مقامات، ص: 138، طبع نومبر 2008]

7۔ اجماع دین میں بدعت کا اضافہ ہے۔ [اشراق، اکتوبر 2011، ص: 2]

8۔ مرتد کی شرعی سزا نبی کریم ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص تھی۔ [اشراق، اگست 2008، ص: 95]

9۔ رجم اور شراب نوشی کی شرعی سزا حد نہیں۔ [برہان، ص: 35 تا 146، طبع فروری 2009]

10۔ اسلام میں ”فساد فی الارض“ اور ”قتل نفس“ کے علاوہ کسی بھی جرم کی سزا قتل نہیں ہو سکتی۔ [برہان، ص: 146، طبع فروری 2009]

11۔ قرآن پاک کی صرف ایک قراءت ہے، باقی قراءتیں عجم کا فتنہ ہیں۔ [میزان، ص: 32، طبع اپریل 2002.... بحوالہ تحفہ غامدی از مفتی عبدالواحد مدظلہم]

12۔ فقہاء کی آراء کو اپنے علم و عقل کی روشنی میں پرکھا جائے گا۔ [سوال و جواب، ہٹس 727، 19 جون 2009]

13۔ ہر آدمی کو اجتہاد کا حق ہے۔ اجتہاد کی اہلیت کی کوئی شرائط متعین نہیں، جو سمجھے کہ اسے تفقہ فی الدین حاصل ہے وہ اجتہاد کر سکتا ہے۔ [سوال و جواب، ہٹس 612، تاریخ اشاعت: 10 مارچ 2009]

14۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے بعد غلبہ دین کی خاطر (اقدامی) جہاد ہمیشہ کے لیے ختم ہے۔ [اشراق، اپریل 2011، ص: 2]

15۔ تصوف عالم گیر ضلالت اور اسلام سے متوازن ایک الگ دین ہے۔ [برہان، ص: 181، طبع 2009]

16۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ باغی اور یزید بہت متحمل مزاج اور عادل بادشاہ تھا۔ واقعہ کربلا سو فیصد افسانہ ہے۔ [بحوالہ غامدیت کیا ہے؟] از مولانا عبد الرحیم چاریاری]

17۔ مسلم و غیر مسلم اور مرد و عورت کی گواہی میں فرق نہیں ہے۔ [برہان، ص: 25 تا 34، طبع فروری 2009]

18۔ زکاۃ کے نصاب میں ریاست کو تبدیلی کا حق حاصل ہے۔ [اشراق، جون 2008، ص: 70]

19۔ یہود و نصاریٰ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہیں، اس کے بغیر بھی اُن کی بخشش ہو جائے گی۔ [ایضاً]

20۔ موسیقی فی نفسہ جائز ہے۔ [اشراق، فروری 2008، ص: 69]

21۔ بت پرستی کے لیے بنائی جانے والی تصویر کے علاوہ ہر قسم کی تصویریں جائز ہیں۔ [اشراق، مارچ، 2009، ص: 69]

22۔ بیمہ جائز ہے۔ [اشراق، جون 2010، ص: 2]

23۔ یتیم پوتا دادے کی وراثت کا حق دار ہے۔ مرنے والے کی وصیت ایک ثلث تک محدود نہیں۔ وارثوں کے حق میں بھی وصیت درست ہے [اشراق، مارچ 2008، ص: 63 ... مقامات: 140، طبع نومبر 2008]

24۔ سور کی نجاست صرف گوشت تک محدود ہے۔ اس کے بال، ہڈیوں، کھال وغیرہ سے دیگر

فوائد اٹھانا جائز ہے۔ [اشراق، اکتوبر 1998، ص: 89.... بحوالہ: غامدیت کیا ہے؟]

25۔ سنت صرف دین ابراہیمی کی وہ روایت ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی حیثیت سے جاری فرمایا۔ اور یہ قرآن سے مقدم ہے۔ اگر کہیں قرآن کا ٹکراؤ یہود و نصاریٰ کے فکر و عمل سے ہو گا تو قرآن کے بجائے یہود و نصاریٰ کے متواتر عمل کو ترجیح ہوگی۔ [میزان، ص: 14، طبع 2014]

26۔ عورت مردوں کی امامت کر سکتی ہے۔ [ماہنامہ اشراق، ص 35 تا 46، مئی 2005]

27۔ دوپٹہ ہمارے ہاں مسلمانوں کی تہذیبی روایت ہے، اس کے بارہ میں کوئی شرعی حکم نہیں ہے، دوپٹے کو اس لحاظ سے پیش کرنا کہ یہ شرعی حکم ہے اس کا کوئی جواز نہیں۔ [ماہنامہ اشراق، ص 47، شمارہ مئی 2002]

28۔ مسجد اقصیٰ پر مسلمانوں کا نہیں اس پر صرف یہودیوں کا حق ہے۔ [اشراق جولائی، 2003 اور مئی، جون 2004]

29۔ بغیر نیت، الفاظ طلاق کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ [اشراق، جون 2008، ص: 65]

تو یہ چند عقائد ایسے ہیں جو کافی ہیں کہ اسپر کچھ کلام کیا جائے اور کسی کی اصلیت واضح ہو جائے۔

## نزل عیسیٰ علیہ السلام کا اثبات:

بطور جملہ معترضہ یہ سن لیجئے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق آپکا انکار پر رد اگر احادیث سے کیا جائے، تو یہ تو کمال ہی کوئی نہ ہوا، کیونکہ منکر حدیث کے سامنے احادیث کا بیان لا حاصل ہوگا، تو کمال اہل علم کے نزدیک تب ہی تسلیم کیا جائے، کہ جب نزول عیسیٰ علیہ السلام قرآن کریم کی انہیں آیات سے ثابت کیا جائے جس سے انکار کیا گیا، تو یہ ہوگا کمال علم، اس حال میں کہ کسی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا نہ لیا جائے ورنہ قرآن کریم کا "تبیان لکل شئی" ہونا باطل ہوا۔

تو اب وہ چند سطور ملاحظہ فرمائیں جسکے تحت آپکا عقیدہ یا مذہب ہے یا جسکے تحت آپکے چینلز اور سینکڑوں ویڈیوز پر مشتمل جو ایک پلیٹ فارم ہے اسے آپ باطل ہوتا دیکھ لیجئے۔

## دین عقل پر پرکھنے کا نام نہیں:

تو پہلی گزارش تو یہ ہے کہ آپکا عقیدہ احادیث کے باب میں اہل سنت والجماعت سے جدا ہے، کیونکہ اسکی بنیادی وجہ آپکی "عقل" ہے، گویا کہ احتراز مقصود ہے باقی عقول سے، کیونکہ عقل پر اگر کسی چیز کا تولد ہے یا بنیاد ہے تو اسپر مفصل بات آگے آرہی ہے۔

تو احادیث میں آپکا اختلاف اس نوعیت کا نہیں جو آپ سمجھ بیٹھے ہیں کہ جیسے اختلاف منقول ہے ائمہ اربعہ کے درمیان، کیونکہ آپکو کوئی نسبت حاصل ہی نہیں کہ آپ خود کا موازنہ مجتہدین امت کیساتھ کریں کیونکہ وہاں "رحمت" انکار حدیث کے اعتبار سے نہیں بلکہ اثبات

حدیث کے اعتبار سے ہے، کیونکہ کسی ایک مسئلے میں اگر کوئی حدیث مختلف اعتبارات کیساتھ اگر منقول ہو، اور اس سے ایک فرد ایک جزی مراد لے، اور دوسرا بھی دلیل ہی کی بنیاد پر دوسری جزی مراد لے، تو اسے فروعی اختلاف کہا جاتا ہے اور یہ اختلاف رحمت اسلئے بن جاتا ہے کہ کئی احادیث اپنی اپنی اسناد کیساتھ قائم رہتی ہیں جو کتب حدیث مطولات میں موجود ہیں۔

اسکے برعکس اگر آپ ایک ہی روایت پر اجماع کر لیں گے ساری امت کا، تو پھر وہ تمام روایات جو اس باب میں منقول ہیں انکی کوئی حیثیت باقی نہیں رہے گی، اب اندازہ آپ ایک معمولی مثال سے لیجئے، "رفع الیدین" سے متعلق جو احاث ائمہ کرام سے منقول ہیں، اسمیں وضاحت اسی قدر کافی ہے کہ جو چاہے رفع الیدین کرے اور اگر کوئی نہیں کرتا، تو اسے خلاف اولیٰ پر محمول کر لیا جائے، یہ ہے وہ طریقہ جس پر امت میں جوڑ ممکن ہے، اب اگر آپ سروں پر قرآن کریم اٹھا کر اپنا موقف ثابت فرمائیں گے جیسے بعض اہل مناظر کیا کرتے ہیں، تو پھر میں ضرور کہوں گا کہ رفع الیدین کو رکن نماز تصور کیا جائے، کہ جسکے بغیر نماز کا سرے سے کوئی وجود ہی نہ ہو تو پھر آپ اس طور پر دلائل قائم فرمائیں کہ جو آپکی شخصیت کے موافق ہو، اور اگر معاملہ اولیٰ یا خلاف اولیٰ کا ہے تو پھر اعتراض کی کوئی گنجائش ہی نہیں بنتی، لیکن آپکا معاملہ سب سے جدا ہے۔

کیونکہ آپ نے عقل کو معیار بنا رکھا ہے احادیث کے ذیل میں، اور اسپر ملہ سازی یہ ہے کہ وہ خلاف قرآن ہے، تو یقیناً جس بات کو عقل تسلیم نہ کرے، یہی تو تکلیف ہے بندوں سے متعلق، کیونکہ اگر آپکے نزدیک نزول عیسیٰ، ظہور مہدی وغیرہ، یہ سب افسانے ہیں تو پھر جنت اور جہنم کا شور، اور روز محشر کا قیام اور روز جزاء و سزاء بھی افسانے ہی سمجھیں۔



معیار عقل وہ ہے جو اہل حل و عقد کے درمیان مقبول ہو:

تو یہاں تک تو بات ہوئی آپ کی عقل سے متعلق جو نہ تو شرعاً کوئی حجت رکھتی ہے "اہل حل و عقد" کے نزدیک، اور نہ ہی عوام الناس کے درمیان، کیونکہ اہل حل و عقد تو آپ جانتے ہیں کہ مختلف ہوتے ہیں ہر دور میں، تو ان کے نزدیک تو آپ کی باتوں کی حیثیت ویسے ہی معلوم ہو چکی، کہ کچھ بھی نہیں، رہی بات عوام الناس کے درمیان، تو عوام الناس کے درمیان جب کوئی عقیدہ یا مذہب ظاہر کیا جائے تو اسکو بالذلیل بیان نہیں کیا جاتا ہے، کیونکہ ہر ایک کی فہم جدا جدا ہوتی ہے تو لوگوں کے سامنے سند کیساتھ دلائل بیان کر کے، اپنی استعداد علمی ظاہر کرنا ایسا ہے جیسے بھینس کے نزدیک بین کا بجانا۔

### تکلیف مالا یطاق مرفوع ہے

یہ کوئی مزاح نہیں حقیقت ہے، کیونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اتنا مکلف فرمایا ہے کہ وہ اپنی روزمرہ زندگی سے متعلق علم دین حاصل کرے اور اپنی کامل توجہ حقوق کی ادائیگی میں صرف کرے، اب اگر اسے ہر چیز کا علم بالذلیل لازم کیا جاتا تو یہ ایک تو تکلیف مالا یطاق ہو جاتا، یا پھر "تحکیم مالا یطاق" کہ زبردستی کسی کو اپنا عقیدہ پڑھانا۔

تو آپ کی عقل سے متعلق اتنی بات کافی ہے رد کے اعتبار سے، کیونکہ "وللعاقل تکفیہ الاشارة"۔

## مطلعت انکار حدیث کفر ہے:

تو اب معاملہ یہ ہے کہ یہ تو چند ایک عقائد یا نظریات نہیں، بلکہ یہ تو مانع ہیں خاتمہ بالخیر سے، اگر بات کو سمجھو! کیونکہ کسی ایک حدیث متواتر کا انکار گویا کہ قرآن کریم کا انکار ہے اسلئے اس شخص سے متعلق صراحت کیساتھ "فتویٰ" کفر دینا لازم آئے گا یعنی اس تاویل کی بناء پر جو وہ کیا کرتا ہے، ورنہ اگر کوئی شخص علی الاطلاق کہے کہ وہ کسی حدیث کو نہیں مانتا سو اے قرآن کریم کے، تو اسمیں متواتر، مشہور، احاد سب داخل ہو جاتی ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ حدیث متواتر آیت قرآن کے مشابہ ہے استنباط مسائل میں، تو جو قرآن کریم کی ایک بھی آیت کا انکار کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، تو ہر وہ حدیث جو مرتبت میں آیت قرآن کے موافق ہو جسکے ذریعے قرآن کریم میں نسخ و تخصیص جائز ہو تو وہ بھی آیت قرآن کے حکم میں ہی ہوگی، تو اب حد اوسط کو درمیان سے حذف فرمادیں تو معلوم ہوا کہ ہر حدیث متواتر کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

لیکن آپکا کلام احادیث سے متعلق کچھ "منحٹ" معلوم ہوتا ہے کیونکہ بعض جگہ آپ ہی نے فرمایا کہ میں نے ایک اپنی ایک کتاب میں تقریباً بارہ سو احادیث کا ذکر کیا ہے، اور پھر آپ ہی نے واقعہ معراج، غار حرا، ظہور مہدی، نزول عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق انکار بھی فرمادیا ہے، تو جب کوئی اینکر پرسن آپ سے پوچھتا ہے تو پھر آپکا جواب وہ نہیں ہوتا، جو آپکی تحریر سے واضح ہے، تو اس طرح معلوم یہ ہوتا ہے کہ آپکا معیار احادیث و قرآن میں فقیر کے نزدیک جو ہے، ان شاء اللہ اس سے ایک حرف اوپر نیچے نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ مقصود آپکا میں سمجھ چکا۔

## دین غامدی عقل کی بنیاد پر قائم ہے:

آپ علی الاطلاق نہ تو احادیث کو ماننے ہیں، خواہ وہ صحیح ہو یا ضعیف، اور نہ ہی قرآن کریم کی آیات کی وہ تفاسیر کہ جو منقول چلی آرہی ہے۔

اسلئے آپکا مذہب ابھی تک کچھ سمجھ نہیں آیا ہے جو اس بات پر واضح دلیل ہے کہ ابھی تک آپکی تحقیق بھی جاری ہے موصوف مرزا جھلمی کی مانند، البتہ کوئی نہ کوئی حکم لگانا لازمی ہے عوام الناس کے سامنے، کیونکہ یہ کام علماء حق پر واجب ہے کیونکہ لوگ جب کسی غیر عالم کی نشست اختیار کرنے لگیں تو اس کا مقصود صرف یہی ہوتا ہے کہ ((میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو))۔

تو دین اسلام تو ویسے ہی آسانی کا نام ہے اسمیں مصیبت تو ہم نے خود پیدا کر رکھی ہے، جیسے موصوف کے عقائد جو صدیوں سے اجماعا چلے آرہے ہیں، تو آج آپ نے انکا انکار کر دیا، جبکہ میرے نزدیک یہ اس قدر نزدیک آچکا ہے کہ یقیناً آپ دیکھ لیں گے، اور اگر آپکی زندگی باقی نہیں رہتی، تو ذرا غور فرمائیں کہ لوگ کیا گمان کریں گے آپ سے متعلق؟

تو اس دنیا سے اتنے معتقدین چھوڑ کر مرنا، جو بعد ازاں آپ سے بد ظن ہو جائیں تو یہ عقلمندی نہیں ہو سکتی، اور ویسے بھی آپکا فرمان "کہ میں نہایت احترام سے اختلاف کرنا چاہوں گا" آپکو شاید معلوم ہی نہیں کہ یہ اختلاف ہو گا یا خلاف؟

باقی چونکہ "کل جدید لذیذ" تو عوام الناس کو ان سب باتوں میں کافی مزہ محسوس ہوتا ہے خواہ وہ عمل کے اعتبار سے صفر ہوں، جبکہ حال یہ ہے کہ قبر میں کوئی سوال ان چیزوں سے متعلق نہ ہو گا جن معاملات میں آپ نے اختلاف کیا ہے، تو حقیقت کو چھوڑ کر زوائد کے پیچھے زندگی لگا دینا، یہ قابل افسوس بات ہے آپ سے متعلق، کیونکہ شغل فی الحدیث تو بہت

مبارک عمل ہے لیکن اسکا اہل ہونا یہ کی زیادہ ضروری ہے، اور آپ اسکے اہل نہیں یہ بات آپکا ضمیر چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے لیکن مجال ہے جو آپ اسکی جانب التفات کریں، اور اسی طرح آپ اہل نہیں ہیں کہ آپ درس قرآن دیں، کیونکہ آپکو اس سے شرم محسوس ہونی چاہیے کہ نہ تو آپکا حلیہ اس قابل ہے کہ کہا جائے کہ آپ عاشق رسول ہیں، اور نہ تو ہی آپکی باتوں سے محسوس ہوتا ہے کہ آپ محبت خداوندی میں کوئی مرتبت رکھتے ہیں، کیونکہ پوری تاریخ اس بات سے خالی ملتی ہے کہ کوئی محدث یا مفسر، فاسق ہو، یعنی داڑھی منڈھوا تا ہو اور سر ڈھانپنے کا اہتمام نہ کرتا ہو، تو آپ ایک طالب علم کی بات پر اگر غور فرمائیں، تو یقیناً کوئی مزائقہ نہیں، کیونکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد اللہ فرماتے ہیں، کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کونسا درخت ہے جو انسان کے مثل ہے (فوائد کے اعتبار سے کہ اسکے ہر ہر جز سے استفادہ کیا جاتا ہو) تو کسی صحابی رسول نے بات کو نہ سمجھا، لیکن عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میرے ذہن میں فوراً کھجور کا درخت آگیا، لیکن میں نے احتراماً کلام نہ کیا کہ اس مجلس میں بڑے بڑے صحابہ کرام موجود تھے، تو اس قصے کو سنکر آپکے والد ماجد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، کہ اگر تم کہتے تو میرا سینہ کشادہ ہو جاتا، یعنی مجھے فخر محسوس ہوتا۔

تو اگر آپ کے سامنے ایک طالب علم کوئی بات رکھے، تو آپ بھی فخر فرمالیجیے کہ اس امت میں کوئی ایسا ہے کہ جو انصاف کے ترازو میں ہر ایک کو تولنا جانتا ہے مگر باذن اللہ تعالیٰ۔  
تو احادیث کے باب میں میں نے کہا کہ آپکا عقیدہ یا نظریہ بہر صورت باطل ہے۔

## امام بخاری کو آڑ بٹانا:

ایک تو اس وجہ سے کہ آپ نے فرمایا کہ روایات سے سند کے یا متن کے اعتبار سے اختلاف کرنا، اگر انکار حدیث کے ضمنے میں داخل ہوتا ہے تو سب سے پہلے یہ حکم امام بخاری پر لگنا چاہئے۔

تو یہاں جو مشابہت آپ نے بیان فرمائی ہے تو وجہ شبہ صرف آپ نے انکار کو فرما دیا ہے، جبکہ وجہ شبہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے نزدیک عقل نہیں، جو آپ کے نزدیک ہے کیونکہ آپ ہر اس روایت کو جو عقل کے خلاف ہو یا ہر وہ تفسیر قرآن جو خلاف عقل ہو، اسکو آپ رد فرماتے ہیں باطل تاویلات کیساتھ، جبکہ آپ کو معلوم ہی نہیں کہ تفسیر کا رد اگر آپ فرمائیں گے تو اس رد کے ضمن میں جو حدیث یا آیت ہوگی، اسکا افضل یا اعلیٰ ہونا لازمی ہے، جبکہ آپ کے پاس نصوص تو ہے ہی نہیں بلکہ خالص عقل ہے، تو عقل سے نصوص پر احکام لاگو نہیں ہوتے ہیں اسلئے آپ کی مناسبت امام بخاری سے نہیں ہو سکتی، کیونکہ انہوں نے ان روایات کو ذکر فرمایا ہے جو ان کے نزدیک او ثق تھیں، صرف صحیح نہیں، یہ فرق زہن میں رکھ لیجئے، کہ امام بخاری تنقیح فرما رہے ہیں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا، تو وہ جو بیان فرمائیں گے تو وہ آگے چل کر دین بننے والا ہے تو اب یہ بات اگر سامنے رکھیں تو معلوم ہوگا کہ یہاں فقط اہتمام مراد ہے جیسے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فرمانا، کہ میں نے جو مسائل مستنبط کئے ہیں اس سے مقصود ہر گز یہ نہیں کہ کوئی میری اتباع کرے، تو جیسے مراد یہاں یہ نہیں سمجھا گیا کہ ساری دنیا اپنے لئے از خود استنباط کرے مجتہد ہے یا نہیں، تو بالکل اسی طرح یہاں بھی یہی معاملہ ہے کہ امام بخاری نے جو چند ہزار احادیث پر کتاب لکھی ہیں تو مقصود موثق ہونا ہے یہاں عقل کے مطابق تنقیح مراد نہیں۔

## اجماعی عمت ائند:

تو آپ کیسے ان احادیث یا تفاسیر کا انکار فرما سکتے ہیں کہ جس پر احادیث صحیح کے درجے میں موجود ہیں، خواہ ظہور مہدیہو یا نزول عیسیٰ علیہ السلام، بلکہ اگر اسکی اسناد میں کچھ ضعف ہوتا، تب بھی ہر زمانے میں ایک عقیدہ چلانا، چودہ سو سال سے، جس پر اہل سنت والجماعت متفق ہیں تو یہ اجماع آپ کیسے رد کر سکتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ میری امت کبھی جھوٹ پر اجتماع نہ کرے گی، یعنی امت میں ٹکڑے ہو جائیں، فساد پھیل جائے لیکن کسی ایک بات پر جو جھوٹ ہو، اتفاق نہ کرے گی، اور یہی وہ راز ہے کہ جو اس امت پر اجتماعی عذاب آنے سے مانع ہے، خوب غور فرمائیں۔

## ایمان بالحدیث اولیٰ ہے کہ اقرار کیا جائے قرآن کریم کے مقابل اولاً:

اس بات کے جان لینے کے بعد اب ایک اور عجیب بات یہ سنیں، کہ اس امت کے حق میں ایمان بالقرآن زیادہ کمال رکھتا ہے یا ایمان بالحدیث؟ اعلیٰ احادیث کا ماننا باعث فضیلت ہے یا قرآن کریم کا؟

## توسنیں!

اس امت کا شرف احادیث پر ایمان لانے میں زیادہ باعث ہے فضیلت کے اعتبار سے، بنسبت قرآن پر ایمان لانے کے، کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نبوت عطاء کی گئی، تو آپ نے لوگوں کو جمع فرمایا، "الی عباد اللہ، الی عباد اللہ"

تو جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں تمکو خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم یقین کر لو گے؟ تو سب نے کہا جی ہاں! تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو توحید کی جانب بلایا۔

قصہ معروف ہے، تو یہاں تصدیق کس کی کرنی تھی، خدا کی یا اس کے رسول کی؟ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لقب صدیق کس بات پر ملا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر یا قرآن کریم کی تصدیق پر؟ یا ان احکامات اور امور کی تصدیق پر، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے؟ خدا کا منکر تو کوئی نہ تھا، آج بھی قرآن شاہد ہے، تو وہاں اصل کس چیز پر ایمان لانا تھا، یقیناً آپ کی رسالت پر، کیونکہ منکر خدا تو کوئی تھا نہیں منکر رسول تھے، تو بالکل یہی معاملہ آج میرے آپ کے ساتھ ہے کہ ہمارے سامنے قرآن و حدیث موجود ہے اب قرآن پر تو کسی کو شک و شبہ ہے ہی نہیں، جبکہ شبہ تو قرآن پر ہونا چاہئے تھا، کہ قرآن سے متعلق ہر ہر آیت پر کوئی حدیث سند متصل ہونی چاہئے تھی تاکہ میں اسپر ایمان لاؤں، لیکن چونکہ یہاں اجماع امت چلا رہا ہے چودہ سو سال سے، کہ یہی وہ قرآن ہے جو آج تک پڑھا گیا یا پڑھا جا رہا ہے، کیونکہ یہ بات گزر چکی کہ یہ امت کبھی جھوٹ یا گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی، اور خود قرآن شاہد ہے کہ اسکی حفاظت کا زمہ اللہ نے لے رکھا ہے، تو اب جو غور طلب بات ہے وہ سنیں!!

### احادیث بھی محفوظ ہیں:

قرآن کریم کی حفاظت کا زمہ لینا، اس سے مراد کیا ہے؟ کیا ہر نسخہ قرآن کیساتھ ایک عدد فرشتہ ہے؟ جو اسکی حفاظت کرے؟ بلکہ مراد یہی احادیث اور وہ تمام علوم جو معاون کے درجے میں ہیں قرآن کریم کی تفسیر و تشریح سے متعلق، تو آپ نے جس انداز سے احادیث پر کلام

فرمایا ہے اس سے واضح یہ ہوتا ہے کہ جیسے احادیث کوئی ثانوی حیثیت رکھتی ہے، جبکہ یہاں تو بات ہی الٹ ہو گئی، کہ ثانوی تھا وہ اول ہو گیا اور جو اول تھا وہ ثانوی پر چلا گیا، کیونکہ احادیث تو سندا منقول ہیں لیکن قرآن کریم کی ہر آیت پر تو کوئی سند منقول ہی نہیں، تو پھر آپ کیسے فرما سکتے ہیں کہ قرآن کی حیثیت اولیٰ ہے حدیث سے؟ جبکہ آپ عقل کے مطابق فیصلہ فرماتے ہیں، تو یہاں تو خلاف عقل ہو گیا کہ قرآن پر سند موجود ہی نہیں، اور قرآن کا محرف ہونا زیادہ محسوس ہو رہا ہے نسبت کرتے ہوئے ماقبل شرايع کی کتب کی جانب، اور اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ آیت "وانا لہ لحافظون" اس پر دال ہے تو پھر اس آیت کے دال ہونے پر کیا دلیل یا سند ہے؟

تو ثابت ہوا کہ جس طرح یا جو مرتبہ قرآن کریم کا عند اللہ ہے وہی مرتبہ احادیث کا بھی ہے کیونکہ احادیث اسکی تشریح و تفسیر ہے کیونکہ قرآن اجمالا بیان کرتا ہے جیسے باری تعالیٰ کا ارشاد "ان علینا بیانہ" یہ جملہ اسی جانب مشیر ہے کہ ہمارے ذمے اس قرآن کی تفسیر یا بیان ہے، تو وہ بیان کیا ہے؟ یقیناً احادیث، تو احادیث کو غیر متلو کہنا، اسکا مقصود در حقیقت کیا تھا؟ یہ آج آپکے سامنے آیا، تو اب سوائے اس بات کے، کہ آپ یوں بیان فرمائیں کہ قرآن کریم چونکہ اجماعاً چلا رہا ہے اسلئے اس پر کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں، تو بالکل اسی طرح وہ تمام واقعات جو منقول اور اجماعاً چلے آ رہے ہیں ان پر بھی ایمان لانا، واجب ہو گا۔

تو آپکے عقائد باطلہ میں سے نزول عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور مہدی علیہ السلام تو مستقل مقالات کے ذیل میں بیان ہونگے، لیکن چند ایک باتیں سن لیجئے۔

کہ یہ اجماعی عقائد کا اجماع ہونا بہت بڑی دلیل ہے لیکن آپکا لفظ "یتوفی" سے استدلال کرنا مضہکہ خیز ہے کہ آپکو پہلے لغوی تحقیق دیکھنی چاہیے کہ کلام عرب میں حروف اصل سے معنی متحقق ہوتے ہیں اور "یتوفی" کے حروف اصلی "ونی" ہیں تو کونسی لغت یا ڈکشنری ہے کہ جہاں "ونی



"سے موت مراد لیا گیا ہو؟؟ تو سمجھدار کو اس قدر اشارہ کافی ثانی ہے باقی تفصیل اسی کے تحت ان شاء اللہ مقالہ ثالثہ میں آجائے گی، اسی طرح ظہور مہدی علیہ السلام اس قدر موثوق ہے اجماعی اعتبار سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ اگر روز محشر کو ایک دن باقی رہ جائے تو میری آل سے ایک شخص ظاہر ہو گا جو روئے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا تو اس حدیث کی کیا توجیہ آپ فرمائیں گے باقی قصہ ان شاء اللہ مقالہ اولی میں آئے گا، اور عجیب یہ ہے کہ آپ نے خروج دجال پر لب کشائی نہیں کی؟ یا ہم یہ تسلیم کریں کہ آپ بھی یہود و نصاریٰ کی مانند اپنے مسیحا دجال سے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں؟

### فتر آن پر کون اجماع معتبر ہے:

تو غامدی صاحب آج ایک طالب علم نے اچکے تمام چور دروازے، جس سے آپ بھاگ سکتے تھے وہ بند کر دیئے ہیں کیونکہ اگر آپ اجماع کو حجت نہیں مانو گے تو قرآن کریم کا انکار لازم آئے گا آپ کے عقیدے کی بنیاد پر، کیونکہ قرآن کا قرآن ہونا، منزل من اللہ ہونا جماعت در جماعت چلا رہا ہے اور اسی کو اجماع امت کہتے ہیں تو اب آپ کے پاس کوئی تاویل باقی نہیں رہے گی کیونکہ یہی قرآن اصل ہے یا نہیں، اسپر وافض کا اختلاف ہے آپ جانتے ہیں کہ انکے نزدیک اصل قرآن چالیس پاروں پر مشتمل ہے دس وہ سپارے ہیں جسے بکری نے کھالیا تھا، البتہ انکے بارہویں امام کے پاس موجود ہے تو یہ الگ معممہ ہے کہ اب انکے پاس کیسے پہنچا، بہر حال، اس سے ثابت ہوا کہ موجودہ قرآن کریم پر بھی شک و شبہ کی گنجائش ہے اور آپ کے نزدیک تو اصل چیز سند اور اتصال ہے صاحب شرع تک، تو اب کوئی ایسا معقول جواب دیں کہ جو میری ہر بات کو رد

کردے، اور یقیناً یہ زمین و آسمان ممکن ہے کہ اوپر نیچے ہو جائیں لیکن کسی فقیر کی بات کو آپ رد فرمائیں یہ ناممکن نہیں بلکہ ممنوع ہے۔

کیونکہ جس اجماع کو آپ دلیل بناؤ گے قرآن کریم کے منزل من اللہ ہونے پر، وہی اجماع لازم آئے گا ہر اس بات اور عقیدہ سے متعلق جس کا آپ نے انکار کر دیا، کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ قرآن کریم کا اجماع ایسا خفیہ ہو کہ جس نے صرف قرآن کو قرون آخر میں منتقل کیا ہو، بلکہ وہ ایک ہی اجماع ہے اہل حل و عقد کا جو چلا رہا ہے، کیونکہ آپ اگر اس اجماع کو تسلیم نہ کرو گے تو پھر انکی ہر بات کو رد کرنا پڑے گا اور اگر بعض کو لو گے اور بعض کو رد کرو گے تو یہ بالکل غیر معقول بات ہوگی، تو یہ ہیں وہ چند سطور جس پر آپ کا دین قائم ہے ایک ایسا دین جو کسی سے منقول نہیں، تو اگر آپ کے پاس جواب ہے تو بتلا دیجئے کہ وہ اجماع کیا ہے؟ جس پر آپ نے ایمان لا کر قرآن کریم کو تسلیم کیا، اور اسی اجماع کو رد بھی کر دیا باقی عقائد میں، کیونکہ اگر قرون اولیٰ کا اجماع آپ کے نزدیک معتبر تھا، تو اسکے بعد صحابہ کرام کی اتباع کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی ہے کیونکہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم "بایہم اقتدیتم اہتدیتم" اسی بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ تمام قرون کے اجماع تسلیم کئے جائیں جو اہل سنت والجماعت سے متعلق ہوں، یا انکے موافق ہوں۔

## بلاغت قرآن حق ہونے پر دلیل نہیں:

اور اگر قرآن کریم بلاغت قرآن کے اعتبار سے آپ کوئی چور دروازہ تلاش کرنا چاہتے ہیں تو آیات کو آگے پیچھے اس طور پر کرنا ممکن ہے کہ ذرہ برابر فرق نہ آئے اصل قرآن اور تحریف شدہ قرآن میں۔

تو لا محالہ یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی، کہ جو اجماع امت قرآن کریم پر ہے وہی جماع امت حجت کہلائے گا ان تمام ابواب میں جو مذکور ہوئے۔

## فتویٰ کفر کی حیثیت:

اور آپ کا یہ کلام کہ فتویٰ کفر بہت بڑا مسئلہ ہے اتنی آرام سے کوئی کافر کسی کے کہنے سے نہیں ہو جاتا ہے تو شاید آپ کا مطالعہ یا تو بہت ناقص ہے کہ آپ بات کو سمجھے بغیر فرماتے ہیں، تو یہ تو "حبسک" یعنی بے وقوف ہونے کی علامت ہے اور اگر آپ واقعی سنجیدہ ہیں تو پھر اپنا محاسبہ خود فرمائیں، کیونکہ کافر کافر کی رٹ تو ہم نے نہیں لگائی ہے ہم کون ہوتے ہیں کسی کو کافر قرار دینے والے، لیکن مسلم شریف کی اس حدیث کا کیا مطلب ہو گا، کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!!

"کہ فتنوں کے باب میں جو مروی ہے حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہ انکو یہ بات یعنی حدیث صحیح سند کیساتھ پہنچی ہے جسکی تخریج امام مسلم نے بھی کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"

"کہ بیشک قیامت کے قریب بہت سے فتنے ہوں گے، جو رات کی طرح تاریک ہوں گے، ان فتنوں کی وجہ سے انسان کا دل مردہ ہو جائے گا، جس طرح اس کا بدن مردہ ہو گا، اور ان دنوں میں ایک شخص صبح کو مومن رہے گا، تو شام کو وہ کافر ہو جائے گا، اور شام کو مومن رہے گا، تو صبح کو وہ کافر ہو جائے گا۔"

تو اب غور طلب بات یہ ہے کہ کافر کافر کی رٹ تو ہم نہیں لگا رہے ہیں بلکہ حالات و واقعات ہی ایسے ہیں کہ اگر آپ کے نزدیک یہ زمانہ وہ نہیں، جسکی جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے اشارہ فرمایا! تو پھر وہ زمانہ شاید کبھی نہ آئے گا کیونکہ ہر زمانے میں ایک غامدی پیدا ہوتا رہے گا جو آپ ہی کی مانند کہے گا کہ کوئی کسی کو کافر کہنے کا کوئی حق نہیں رکھتا تو بظاہر یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن درحقیقت اس بات کے پس پردہ بہت بھیانک زندگی ہے اسلئے آگاہ کرنا لفظ کفر کیساتھ یہ زیادہ مناسب ہے زمانے کی جانب نسبت کرتے ہوئے، کیونکہ جس قدر گناہ بڑا ہو تو جزاء بھی اسی قدر ہونی چاہیے، کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ جزاء فعل کے جنس سے ہوتی ہے، اگر کوئی لفظ طلاق کہے تو جزاء اسی کے مطابق ہوگی کہ اسکی بیوی مطلقہ کہلائے گی اور اگر دو یا تین بار کہے گا تو اصول آپ جان چکے اعمیٰ "الجزاء تکون من جنس عملہ" تو اسپر دو بار یا تین بار ہی طلاق ہوگی یہ نہیں کہ چار یا پانچ بار اور یہ بھی نہیں کہ ایک ہی بار، کیونکہ خلاف اصول ہو جائے گا اور یہ دین اللہ کا دین ہے اسمیں کسی قسم کی اونچ نیچ نہیں، کہ کوئی اپنی طرف سے دو کو ایک اور دس کو دو شمار کرتا پھرے۔

تو کبھی کسی کو الفاظ کے ذریعے سمجھایا جاتا ہے تو کبھی سختی کے ذریعے، کیونکہ مقصود راہ راست پر لانا ہے مقصود وہ نہیں، جسے لیکر آپ بیٹھ گئے کہ کوئی کافر نہیں بتا، یہ تو آپ اپنے بوجھ کیساتھ ساتھ دوسرے کا بوجھ بھی اٹھانا چاہ رہے ہیں کیونکہ قرآن کریم تو یہ کہہ رہا ہے کہ

"لا تذروا ذرۃ وذرۃ اخریٰ" اور آپ بضد ہیں کہ میں دوسروں کا بار اٹھاؤں گا تو آپکے نازک کندھے اس قابل نہیں، بس آپ اپنی فکر فرمالیجیے، کیونکہ آپ تو بہت دور کی باتیں فرما رہے ہیں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متصل ہی فرمادیا تھا، کہ، "من فرق بین الصلاة والزكاة لا قاتلن معهم جمیعاً" تو اب فرمائیں کہ اس قدر اتصال زمانہ ہے کہ میں اور آپ سوچ نہیں سکتے ہیں جبکہ وہ تو نہ صرف فتویٰ کفر کا اعلان

فرما رہے ہیں بلکہ ارتداد کی بناء پر قتال بھی کر رہے ہیں تو اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ ہم آپ کی اتباع کریں یا انکی؟

## کافر کو کافر کہنا عین مصلحت ہے:

اور دوسری ایک اہم بات کہ جو لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ کسی کافر کو بھی کافر مت کہو، تو یہ تو عجیب معمہ ہے، کہ کافر کو کافر نہ کہیں، تو پھر کیا کہیں آپ ہی فرمادیں؟

کیونکہ مسلمان کے لئے لفظ اسلام ہے کتابی کے لیے لفظ کتاب ہے، یہود کے لئے یہودی نصرانی کے لئے نصرانی تو کافر کو کافر کیوں نہ کہا جائے؟ لفظ کفر تو حکم ہے یا محکوم بہ ہے موضوع یا محکوم علیہ کے لئے، تو جو حقیقت ہے اسپر تو کسی کی توجہ ہی نہیں، اور جس پر اشکال ہے وہ قابل توجہ ہی نہیں، تو وہ علت جسکی بناء پر فتویٰ کفر لگایا جاتا ہے اسے دیکھا جائے تب اصلاح معاشرہ ممکن ہو سکے گا، اور یہی منقول بھی ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے، آپ نے تفریق پر قتال کا حکم لگایا ہے کہ جس نے منع کیا یعنی تفریق کی نماز و زکات میں تو میں اس سے قتال کروں گا، تو یہاں صورت بالکل واضح ہے کوئی خفاء نہیں، کہ مانعین زکات پر اولاً فتویٰ ارتداد لازم آیا، تبھی تو قتال پر قسم فرمائی ہے، کیونکہ مسلمان سے قتال حرام ہے۔

اور اگر انجام مراد ہو کہ ممکن ہے کہ کوئی کافر اسلام کو اختیار کر لے، تو پھر یقیناً یہی حال ہر ایک کے ساتھ ہونا چاہئے کہ نہ کوئی مسلمان ہونا یہودی یا عیسائی، کیونکہ بہت ممکن ہے کہ وہ بھی کافر بن جائے، تو یقیناً بات کو آپ سمجھے ہونگے کہ ہماری زندگی اس قدر طویل نہیں ہے کہ ہم ہر بات کا ذاتی تجربہ یا مشاہدہ کریں اور پھر عمل کریں کیونکہ ہم اپنی زندگیاں تاریخی اعتبار سے گزارتے ہیں اور ان نتائج کو سامنے رکھتے ہیں جنکے تجربات و مشاہدات ہم سے پہلے لوگوں نے کئے،

اور اس طرح ہم اپنی زندگی گزارا کرتے ہیں اور کیا آپ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ ہر انسان دو زندگیاں جیتتا ہے ایک اپنی زندگی اور ایک اپنی اولاد کی زندگی، کہ جسمیں وہ ہر اس چیز کا مشورہ دیتا ہے یا ہر اس کام سے روکتا ہے کہ جو بعد میں اسکی اولاد کے لیے درد سر کا باعث بنے۔

تو اگر اتنی سی بات آپکے ذہن میں بیٹھ جائے تو پھر اسکے بعد وہ تمام عقائد جو مذکور ہوئے، یقیناً اسکی کوئی حیثیت و حقیقت باقی نہیں رہتی، کیونکہ پوری جماعت سے اختلاف کر کے کوئی دنیا میں ایسا شخص نہیں گزرا جو کامیاب ہوا ہو، تو آپ بھی اس سے رجوع فرمائیے کہ اسکے سوا کوئی راستہ ہوتا، تو فقیر آپ سے قبل وہاں پہنچ کر اس راستے پر باڑ لگا دیتا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی امتی صراط مستقیم سے نہ بھٹکے، تو آپ یقیناً سفید ریش ہو چکے، اور سفید ریش عند اللہ محبوب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہو اور توحید پر ایمان رکھنے والا ہو، تو یہ امت ویسے بھی بکسر چکی ہے اسلئے آپ خود کو اس مصیبت سے دور کر لیجئے جسکا انجام سوائے ناکامی کے اور کچھ نہیں، تو قصہ منقول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں ایک شخص رھتا تھا اس نے اپنا مکان فروخت کرنے کے لئے دو گنی رقم کا مطالبہ کیا، کہ آدھی رقم اس مکان کی ہے اور آدھی رقم فلاں صحابی کے پڑوس میں رہنے کی، تو آپ کو جب معلوم ہوا تو آپ نے صاحب مکان کو مطلوبہ رقم دیکر اس سے کہا! کہ یہ رکھ لو البتہ میرا پڑوس مت چھوڑنا۔

تو آپ سے بھی ہم یہی کہتے ہیں کہ آپ ہم سے دو گنا زائد رقم وصول کر لیجئے، لیکن اہل

سنت والجماعت کا دامن مت چھوڑنا۔

## داڑھی فطرت میں شامل ہے:

باقی ایک آخری بات داڑھی سے متعلق، کہ اسپر بھی اجماع ہے کہ یہ فطرت میں داخل ہے اسے تہذیب و تمدن کا رنگ دینا بالکل مناسب نہیں، کیونکہ جو چیز فطرت میں داخل ہوگی، تو اس کا کاٹنا، فطرت کو کاٹنا مراد ہوگا، کیونکہ میرے اپکے درمیان جو چیز مشترک ہے وہ صرف کلمہ نہیں، بلکہ ظاہری اعتبار سے داڑھی بھی داخل ہے، کیونکہ یہ مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی ہے تو جو چیز تمیز کے درجے میں ہو دو مشترک کے درمیان، تو پھر کیسے امتیاز کیا جائے گا؟ آپ ہی بتلا دیجئے، کہ کافر کے چہرے پر بھی داڑھی نہیں، اور امتی کے چہرے پر بھی داڑھی نہیں، تو کیسے حاضری دی جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں، جبکہ دنیا کا معاملہ یہ ہے کہ آپ جب کسی ایسی مجلس میں تشریف لے جاتے ہیں جہاں سب کی داڑھیاں ہوں تو آپ کو عجیب محسوس ہوتا ہے، تو یہی وہ احساس ہے جو آپ کو خبر دے رہا ہے کہ آپ سنت الانبیاء کو مت ضائع کریں کیونکہ انسان کی تخلیق، عمدہ ہے بقول رب العالمین، "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ" تو چہرے پر بال آنا، اگر خلاف فطرت ہوتا، تو یہ کبھی چہرے پر نہ آتی، اور نہ ہی اسے دخول جنت پر قیاس کیا جاسکتا ہے، کیونکہ وہاں استعارہ مقصود ہے جو ان ہونے سے، اور اگر یہ نہ ہو تو وہ تخلیق ثانی ہے کہ جسمیں داڑھی کا وجود سرے سے نہیں۔

اور نہایت شرم محسوس ہوتی ہے جب درس قرآن آپ دیتے ہیں بغیر سر پر ٹوپی یا عمامہ کے اور بغیر داڑھی کے، ذرا سا تصور فرمائیں مجھے آپ اپنی جگہ رکھ لیجئے اور خود میری جگہ لے لیجئے تو بقول میرے ایک استاذ کے، کہ کھاؤ وہ جو تم کو پسند ہو لیکن پہنو وہ جو دوسروں کو پسند ہو، تو اہتمام لازمی شرط ہے مگر اس قدر کہ جس قدر آپ کو مکف کیا گیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر گز آپ سے سوال نہیں

فرمائیں گے کہ آپ نے حدیث و قرآن لوگوں تک پہنچایا یا نہیں؟ کیونکہ جسکا دین ہے وہ جانے دین دار جائیں آپ کیوں درمیان میں خوار ہوتے ہیں سمجھ سے بالاتر ہے۔

### غلامدی عفتاند کا اجمالارد:

تو آخر میں آپکے تمام عقائد اجمالا دو چار لائنوں میں ختم کئے دیتے ہیں کہ وہ اجماع جو آپکے نزدیک معتبر ہے قرآن کے ماننے میں وہ اجماع ظہور مہدی علیہ السلام نزول عیسیٰ علیہ السلام واقعہ معراج سے متعلق کیوں نہیں؟ کیا آپکے نزدیک کوئی تخصیص ہے اجماع کے حوالے سے؟ تو وہ یقیناً اہل حل و عقد ہونگے، تو ہم بھی اسی اجماع کی بات کرتے ہیں محلے کے اجماع کی نہیں، اور اگر آپ قرآن کے اجماع پر آیت اللہ پیش کرتے ہیں "وانا لہ لحافظون"، تو پھر روافض کے عقیدے کو آپ کفر فرمائیں، جبکہ آپ تو تاویلا قادیانی کو بھی کفر کہنا نامناسب سمجھتے ہیں تو سوائے اس بات کے، اور کوئی بات باقی نہیں رہ جاتی کہ آپ اہل سنت والجماعت کو اختیار کریں۔

### ایذا رسول اللہ ﷺ سے بچیں:

تو امت بکھری پڑی ہے خدا را اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف مت دو تفرّد کو اختیار کر کے، خدا را قلوب کو صاف شفاف رکھو، آج مولویوں کا حال یہ ہے کہ وتعاونوا علی البر والتقویٰ، نایاب ہو چکا، تو عوام میں کہاں سے پیدا ہوگا، کیا آپکو معلوم ہے کہ نبی کامل عقل اور اخلاق میں سب سے اعلیٰ ہوتا ہے؟ معجزات انبیاء محتاج ہیں نبوت پر، نبوت معجزات کی محتاج نہیں، یہ نہیں کہ نبوت اسے دی جائے جسمیں معجزات ہوں، تو پھر غور کرو، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ کا کیا عالم ہوگا۔



## آپ ﷺ کے اخلاق حمیدہ:

ایسے معاشرے میں پلے بڑھے، جہاں علم نام کی چیز نہیں، جہالت کا اندھیرا ہے، بات بات پر لڑنے مرنے والے، آباء اجداد کے دین پر ایسی غیرت دکھانے والے کہ ابدی جہنم کو گلے لگا لیا، مگر اپنی انا سے نہیں پھرے، پیدا ہوئے تو یتیم، پھر ماں بھی چل بسیں، ایسے میں کوئی شخص جسکے پاس نہ وراثت میں کچھ مال ہے، نہ کوئی فن ہے، نہ استاذ ہے نہ مربی ہے ناباد شاہ ہیں نہ شہزادے، نہ کاروبار نہ مال و دولت نازمین و فصل کچھ نہیں، ایسے میں ان لوگوں کے سامنے جو دین پیش کیا خالص توحید و صفات سے متعلق، جسے علم کلام کہا جاتا ہے آج اسپر بحث سے منع کیا گیا ہے۔ تو اسکو پیش کیا اور ایسے اخلاق کریمہ کا نظارہ پیش کیا، کہ جہاں آپکا پسینہ گرے تو وہی لوگ جو سخت جان چٹان کی مانند تھے ایسے مسخر ہوئے کہ پسینے پر خون بھانے کو تیار، اور ایسا بھی نہیں کہ دو چار روز کا شور ہو، بلکہ ساری عمر ناموس رسالت میں نہ خود گزاری بلکہ اپنی پوری نسل کو غلام بنا کر پیش کیا، تو کیا عالم ہونا چاہئے اس نبی کے اخلاق کا، کہ ابو بکر و عمر عثمان و علی طلحہ زبیر آخر تک ایسے وفادار نکلے کہ تاریخ میں ایسا کبھی کوئی آنکھ نہ دیکھ پائے گی۔

## کان خلقه القرآن :

کیا فرمایا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ "کان خلقه القرآن۔" کون ہے جو اسکی تفسیر کرے؟ و امر اہلک بالصلاۃ و اصطر علیہا، یہ ہیں کان خلقه القرآن کی تفسیر، و امر بالعرف و اعرض عن الجاہلین، یہ ہیں خلق القرآن، قولا لینا، یہ ہیں خلق القرآن، اتبعوا ما نزل الیکم یہ ہیں خلق القرآن، عبس و تولى ان جاءہ الاعی، کوئی ایک مقام دکھاؤ۔ کہ کہا گیا ہو کہ تلوار سے لوگوں کو مسخر کرو، یہ تلوار کا

اٹھانا تو فقط اس بچے کی مانند ہے کہ جو آگ کی جانب دوڑے، تو کیا کرو گے؟ پٹائی کرو گے اور کیا کرو گے؟ یہ دین خالص اخلاق کریمہ سے پھیلا ہے اور اسی سے آئندہ بھی پھیلے گا جس نے اسمیں اپنی رائے کو اختیار کیا، وہ ناکام ہو کر رہے گا، **ظنوا المومنین خیرا**، اور یہاں لوگوں کا حال آپ دیکھ لو کیسی بد بختی قلوب میں رچ بس گئی ہے خدارا دلوں کو پاکیزہ کرو اور بس کچھ نہیں۔

آپ اپنا قبلہ اہل سنت والجماعت والا رکھو، آپ کی محافل آپ کو مبارک ہو، لیکن اسمیں نئی نئی باتیں مت ایجاد کرو، کیونکہ ہر وہ بات جو ہمارے دین کا حصہ نہ ہو وہ رد ہے، تو آپ عمر کے اس آخری مراحل میں ایسی بیوقوفیاں مت کریں کہ آپ ہی کے متبعین آپ کی قبر پر لعن طعن کریں کہ ظہور مہدی ہو گیا تو نزول عیسیٰ علیہ السلام میں کیا شک باقی رہا۔

## عقل کا عقل سے رد:

معراج آپ کو اگر عقل میں نہیں آتا تو کوئی بات نہیں خاموشی اختیار کرو، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے اگر مردوں کو زندہ کیا تو کیا ہوا؟ مردہ پہلے زندہ تھا اسکو حیات سے مناسبت تھی، موسیٰ علیہ السلام نے اگر لاٹھی سے اژدھا بنایا تو کیا ہوا، سانپ کو بھی حیات سے مناسبت ہے۔

مگر اس خشک تنے کا کیا کیا جائے کہ جب ممبر رسول تعمیر کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے تو وہ سو کہا لکڑی کا تنارونے لگا، ایسے رونے لگا کہ جیسے بچہ روتا ہے اپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر تشریف لے گئے اور اسے اپنے سینے مبارک سے لگایا، اور وہ بچوں کی مانند رو رہا تھا، اور یہ کوئی خبر واحد نہیں صحیحین کی حدیث ہے، جمعہ کا دن ہے ساری مخلوق خداوندی موجود ہے مدینہ منورہ مسجد النبوی ہے ساری دنیا یہ نظارہ دیکھ رہی ہے کوئی فرد واحد نہیں کہ انکار کیا جاتا۔

تو انکار کرنا ہے تو اسکا کرو یہ ہے خلاف عقل کہ خشک تنے کو حیات سے کوئی مناسبت نہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے بارہ نہریں جاری کی، تو کیا ہوا؟ پانی انہیں پتھروں سے نکلا کرتا ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشت مبارک سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے مطابق پورے قافلے نے سیر ہو کر پانی پیا، غسل کیا جانوروں کو پلایا، یہ ہے انکار کی جگہ یہاں انکار کرو کہ یہ ہے خلاف عقل۔

چودھویں کے چاند کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا انگلی کے اشارے سے فقط، یہاں تک کہ حرانامی پہاڑ درمیان میں آگیا اور یہ منظر دیکھنے والے کافر بھی مسلمان بھی چرند پرند بھی جانور بھی سب دیکھ رہے ہیں تو یہ ہے محل نزاع کے یہاں عقل کے گھوڑے دوڑاؤ اور انکار کرو احادیث کا، لیکن آپ نہیں کر سکتے کیونکہ یہ متفق علیہ روایات ہیں اور انکے راوی فرد واحد نہیں پوری پوری جماعت ہے۔

توقینناج آپکو شرح صدر ہوا ہوگا کہ عقل کی کوئی گنجائش ہی نہیں اس دین اسلام میں تو آپکو بھی اللہ نے ایک پلیٹ فارم دے رکھا ہے تو اسپر اسی نہج کے مطابق کام کریں جو آپ سے پھلوں کا طریقہ رہا ہے۔

## محمد شیخ:

یہ موصوف اگر مرزا جھلمی کی آنکھ سے دیکھا تو انکے سبسکراہبرز کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے جو کہ واضح دلیل ہے انکے ناحق ہونے پر، کیونکہ مرزا علی جھلمی صاحب کا ایمان ذرا "جمہوری" ناپ کا ہے کہ فالورز کی تعداد سے ہی اندازہ لگالیا کرتے ہیں کہ حق و باطل کیا ہے۔

لیکن موصوف سیدنا نوح علیہ السلام سے استدلال پیش کر سکتے ہیں کہ انہوں نے ساڑھے نو سو سال دعوت دی لیکن ایمان لانے والے کم و بیش ستر پچھتر افراد تھے، تو ہم کہیں گے، کہ انکی دعوت اور آپکی دعوت میں کچھ فرق بھی ہے اور یہ فرق زمین و آسمان کے برابر ہے کم از کم۔

تفصیل اجمال کی یہ ہے کہ انکی توسید ہی سادہ ہی دعوت تھی ہر ایک کی سمجھ میں آنے والی تھی لیکن آپکی دعوت کا معیار کچھ الگ ہی معلوم ہوتا ہے، کیونکہ سمجھ نہیں آتا ہے کہ اپ کہنا کیا چاہتے ہیں، کہ قرآن الفرقان ہے، فرقان القرآن ہے، تورات، زبور، انجیل صفاتی نام ہیں تین ایک اور چار کچھ نہیں، سب کچھ صفات ہیں وحی مجھ پر آپ پر سب پر آتی ہے انبیاء کرام کو خاص کرنا تحریف فی الدین ہے، بلکہ میں، محمد شیخ نہیں بلکہ علیہ السلام سے ملکر بنا ہوں، اور اسی طرح آپ بھی، کیونکہ ہر وہ بات جو دل میں آئے وہ وحی ہے، نا جانے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپکی مجلس میں جتنے لوگ ہیں انکے چہروں سے بالکل صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے انکو کسی نے زبردستی آپکی مجلس میں بٹھادیا ہو یا اجرت جو طے کی گئی تھی اس سے کم دئے گئے ہوں۔

## آپکی دعوت کا محور:

تو آپکی دعوت کا محور کیا ہے مقصود کیا ہے سمجھ سے بالاتر ہے البتہ اتنا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی دور کا ڈول آپ لیکر تشریف لائیں ہیں جسکا نہ کوئی سر ہے اور نہ ہی کوئی پیر، مجھے تو یہ بھی گمان ہونے لگا ہے کہ آپکے متبعین سے کیا سوال کیا جائے گا؟ جب انکی روح پرواز کر جائے کیونکہ سوال

تو ہر ایک جانتا ہے کہ یہ ہو گا کہ "من نبیک"؟ تو آپکا مرید کیا کہے گا؟ کہ آپ غلط ٹیشن آگئے ہو یا میں؟

کیونکہ جب میں خود نبی ہوں تو میرا کوئی نبی ہو گا؟ تو یہ تو بیک وقت دو شریعت ہوئی، جسکا بطلان بالکل ظاہر ہے، تو اب انبیاء کرام کی لسٹ سے، موسیٰ و عیسیٰ کا اخراج کیا جائے اور محمد و شیخ و آلہ کو داخل کیا جائے، کیا کیا جائے؟

تو بظاہر کوئی اسکالر آپ سے متعلق بات کرتا، نظر نہیں آتا ہے یہاں تک کہ ہر فن مولیٰ مرزا انجینئر بھی آپ سے متعلق مایوس ہیں۔

تو آپ دین کی بات تو چھوڑ دیں پہلے اپنی حقیقت واضح کریں کہ آپ نور ہیں یا بشر ہیں یا اسکے سوا کوئی چیز، کہ جو بظاہر بشر کی شکل میں ایک ایسا عجوبہ ہے کہ العیاذ باللہ۔

## آداب مجلس کی رعایت:

اسکے بعد یہ عرض ہے کہ آپ آداب مجلس کی رعایت فرمائیں، کہ درویش چاہے سچا ہو یا جھوٹا، وہ بات اگر کرے گا تو بیٹھ کر کرے گا، کیونکہ کھڑے ہونا دوران درس و تدریس یہ منقول نہیں، ہمارے اکابر علماء دیوبند اور سلف صالحین سے اور نہ ہی یہ کوئی طریقہ ہے کہ آپ ہاتھوں کو حرکات دے دے کریوں کلام فرماتے ہیں کہ گویا کہ اپکی زبان کیساتھ ساتھ ہاتھ بھی اداکاری کرنے میں مصروف ہوں۔

لفظ "اداکاری" اسلئے آپکی شان میں استعمال کیا گیا ہے کیونکہ آپکا انداز بیان اسی لائق ہے کہ اسے اسکے مناسب سے تشبیہ دی جائے۔

اپکے عقائد و نظریات نہ تو قرآن میں منقول ہیں نہ تورات و انجیل میں، اسکا ماخذ بقول آپکے قرآن کریم ہے، لیکن قرآن کریم تو اللہ کی کتاب ہے اور اسمیں تیسیر ہے ہر اس شخص کے لیے جو اسے پڑھے یا پڑھنے کا ارادہ کرے۔

آپ ان نظریات کو چھوڑ کر اگر کسی سنسان جگہ پر چار چے سورتوں کیساتھ زندگی گزار لیتے، اور وہیں نماز روزہ مکمل کر کے اس دنیا سے اپنا بوجھ کم فرماتے، تو یقیناً یہ آپکے حق میں بھی بہتر ہوتا اور دوسروں کے حق میں بھی، اور اس کتاب میں آپکی کسی بات یا نظریے کا جواب دینا بالکل مقصود نہیں، اس وجہ سے کہ آپ کی مثال ہمارے نزدیک ایسی ہے جیسے "ڈوبنے والے کو ایک جھٹکا اور دو"، مراد تنبیہ ہے کہ جب کوئی آپ سے بات کرے گا، تو آپ بجائے ماننے کے دو چار اور نظریات پیدا کر لیں گے، جیسے قرآن، تورات، زبور، انجیل وغیرہ یہ سب کتابیں نہیں، تو اب ڈر اس بات کا ہے کہ اگلی نشست میں آپ خالق و مالک کا بھی انکار کر دیں اور اسے بھی ایک افسانہ قرار دیں تو آج کل یہ اس قدر معیوب نہیں، جیسے ایک انگریزی سائنسدان ساری دنیا میں غور کرتا رہا، اور خود اپنی ذات سے ناواقف تھا کہ جیسے اتنے عرصے تک وہ زندہ رہا اس حال میں کہ وہ لنگڑا لولا تھا، مگر اسے ذات کے سوا دلیل درکار تھی تو اسے نہیں ملی، اور ایسے ہی ہونا تھا، تو اس نے انکار ہی کر دیا، کہ کسی خالق و مالک کا کوئی وجود نہیں، اور اس قدر طویل زندگی کے بعد ایک معمولی سافقرہ کہنے میں اسے اتنی لمبی عمر لگ گئی، تو اگر وہ کچھ قرآن کریم پر غور کرتا، کہ سورت الملک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فارجع البصر"، "ثم ارجع البصر"، تو اتمام حجت انکار کے اعتبار سے تو بہت پہلے ہو چکا تھا، کہ آپکو کچھ فرق، یا نقص نظر نہیں آئے گا، تو اس بیوقوفی کا کیا عالم ہونا چاہئے، کہ جو ذات چودہ سو سال پہلے منع کر چکی کہ سورج، چاند، ستارے اپنے اپنے محور میں گردش پذیر ہیں اسلئے ان چیزوں میں پڑھنا حقائق کو چھوڑ کر کوئی عقلمندی کی بات نہیں، بلکہ

ایسا بھی نہیں بلکہ یوں فرمایا کہ تھک ہار کر، رسوائی کیساتھ تمھاری نگاہیں واپس لوٹ جائیں گی لیکن تم کو کوئی نقص حاصل نہیں ہوگا، تو یہاں لفظ "خاسئا وھو حسیر" انہیں لوگوں کے لئے استعمال ہوا ہے کہ جنگی زندگی کا خلاصہ یہ ہوا کہ کوئی رب نام کی چیز اس عالم میں نہیں۔ دوسری بات کہ آپکا انداز بیان بالکل درست نہیں نہایت قبیح ہے۔

تیسری بات کہ ہر زمانے میں جیسے ایک موسیٰ اور عیسیٰ ہوا کرتا ہے تو اسی طرح ایک عجوبہ بھی ہوا کرتا ہے تو ہمارے زمانے کا عجوبہ کون ہو سکتا ہے، یہ بات صرف آپ اور میں جانتے ہیں اور کوئی نہیں۔

تو سب سے پہلے تو آپ رہنے کا، چلنے پھرنے کا بات کا ڈھنگ سیکھیں، اسکے بعد کوئی انوکھی اگر پیش فرمائیں تو شاید فائدہ ہو جائے کسی بیوقوف کو، ورنہ کوئی چانس دور دور تک محسوس نہیں ہوتا ہے۔

آپکی شخصیت پر مرزا علی جھلمی، اب تک کچھ نہیں بول پائے ہیں شاید، تو آپکے صاحب کرامات ہونے کے لئے یہی کافی ہے کیونکہ جس شخص نے، نہ زندہ کو چھوڑا اور نہ ہی مردہ کو، مگر یہ کہ ہر ایک کو آڑے ہاتھوں لے لیا ہے، تو آپکی جان خلاصی، قابل تعریف ہے ایسی نظروں میں، جسکو بصیرت و بینائی، مرزا صاحب سے حاصل ہوئی ہو۔

تو قصہ مختصر یہ ہے کہ آپ قرآن کریم کو تجوید کیساتھ سیکھیں، اور اسکے ترجمے و تشریح پر بالکل غور و خوض مت فرمائیں کیونکہ قرآن ایک ایسی کامل اور معجز کتاب ہے کہ جسکا ثانی کوئی نہیں، اور جس نبی پر یہ کتاب نازل ہوئی ہے تو اس نبی کا مثل بھی نہیں، تو اس نبی کو جو امت دی گئی ہے اس امت کا مثل بھی دنیائے عالم میں نہیں، تو اب آپکی تمام باتیں اور اجتہادات بہوس کی مانند بکھرے پڑے ہیں اگر غور فرمائیں، کیونکہ آپ قرآن کریم کا ترجمہ نہیں کرتے ہیں بلکہ تحریف

کر دیتے ہیں ایک لفظ کا معنی کہاں سے کہاں لیجاتے ہیں کچھ معلوم نہیں، اور اسی لئے ابلیس بھی یقیناً آپ سے ناخوش ہو گا، کہ ایسی گمراہی ناجانے کہاں سے لے آیا ہے کہ نہ تو اسکے مطالب پورے ہوتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کے۔

ایک دو مرتبہ آپ سے واسطہ پڑا سوشل میڈیا پر، جسے دیکھ کر اندازہ ہوا کہ اچکی مثال سوائے پہولے ہوئے غبارے کے اور کچھ نہیں، تو اگر کام کی ایک دو باتیں اگر آپ سے مل جاتی، تو ضرور کلام بھی کیا جاتا، لیکن آپ پر کلام بے فائدہ محسوس ہوتا ہے کیونکہ آپ کے نظریات کا نہ تو کوئی مثل ہے اس عالم دنیا میں اور نہ ہی ثانی۔

### کامیابی منحصر ہے اتباعوا ما انزل الیکم من ربکم میں:

بہر حال جان کی امان پا کر اگر عرض کروں ایک دو بات، تو یوں لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ "اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم" تو یہاں چند باتیں جو آپ سے متعلق ہیں وہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو معیار کامیابی کا فرمایا ہے وہ محصور ہے "ما انزل الیکم" میں، تو یہ آیت اس بات کا تقاضا کر رہی ہے کہ آپ بھی کامیابی کو اگر ڈھونڈنا چاہتے ہیں تو پھر اسی "انزل الیکم" میں خود کو اگر آپ محصور کریں گے تب ہی آپ کامیاب ہونگے باقی آپ کی جتنی بھی تحقیقات ہیں وہ بے معنی ہے کوئی اس سے نہ تو استفادہ کر سکتا ہے اور نہ ہی گمراہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ ایک ایسا نظریہ یا عقائد کا مجموعہ ہے جو جسکی مثال اس ڈھول کی آواز کے مشابہ ہے، جو بہت دور سے بجایا جا رہا ہو اور سنائی نہ دے رہا ہو، تو آج آپ اس ایک آیت کو لیجئے اور اسپر غور فرمائیں کہ ما انزل الیکم میں کیا کیا داخل ہوتا ہے، کیا اسمیں خدا کے تمام احکام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور جو کچھ مروی ہے آپ کے اصحاب سے



، کیونکہ قرآن کریم واضح گویا ہے کہ "ما یُنطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی"، تو اب جو کچھ سنت سے ثابت ہو گا۔

وہ دین کا حصہ ہو گا اور جو کچھ اسکے سوا ہو گا، وہ اسمیں داخل نہ ہو گا، تو مزید آسانی کے لئے اس قدر کہنا کافی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین" تو ہمارا دین اس قدر سادہ اور آسان ہے کہ اسمیں ذرہ برابر پوشیدگی یا سختی نہیں، ایسی واضح کتاب کی مانند ہے کہ جو اخلاص کیساتھ اختیار کرے گا تو وہ کامیاب ہو کر رہے گا۔

لیکن معاملہ یہ ہے کہ آپ سے متعلق اگر کلام کیا جائے تو کہاں سے شروع کیا جائے کہاں ختم کیا جائے، یہ ایک بہت بڑا معمہ ہے، تو ایسا کام یا فعل جس کا نہ سر ہو نہ پیر تو اسکی اصلاح کیسے ہوگی؟ کیونکہ آپ فرمائیں کہ اگر کوئی شخص ارادہ کرے کہ اچکے عقائد و نظریات پر آپ سے بحث و مباحثہ کیا جائے، تو اس دنیا میں کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے کہ جو مناظرہ کرے؟ کہ وہ شخص جو قرآن سمیت باقی کتب کو صفاتی نام کہتا ہو، پھر زبور کو قانون اور انجیل کو ہدایت اور اسی پر بس نہیں، بلکہ پوری انسانیت پر وحی نازل ہوتی ہے کیونکہ وحی کوئی خاص اصطلاح آپ کے نزدیک نہیں بلکہ ہر وہ بات جو زمین میں آئے وہ وحی ہے اسکے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے؟

مفتی شفیع عثمانی صاحب نور اللہ مرقدہ نے معارف القرآن تقریباً بارہ جلدوں میں تحریر فرمائی ہے جسکی ایک جلد کے صفحات تقریباً چھ سو پر مشتمل ہیں، تو گویا کہ آٹھ دس ہزار صفحات کو کسی شخص نے سیاہ کئے، لیکن کیا وجہ ہے کہ اتنی لمبی اور معیاری تشریح فرمائی لیکن ترجمہ نہیں فرمایا؟

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ تو یہ یقیناً سوائے احتیاط کے اور کچھ نہیں ہے، کہ کسی لفظ کا معنی ادھر ادھر ہو جائے تو اس غلطی سے خود کو بچانے کے لئے انہوں نے آیات کا ترجمہ وہی رکھا ہے جو بیان کیا مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نور اللہ مرقدہ نے۔

تو اب اس میں سبق یہ ہے کہ اتنے بڑے عالم دین جو اس دنیا سے رخصت ہوئے جنہوں نے اس امت کو کچھ نہیں دیا سوائے خیر کے، تو اب ہم کس کی اتباع کریں اگر آپ سے موازنہ کیا جائے، تو یہ آپ ہی فرما دیجئے کہ اپنی خود ساختہ تفسیر و ترجمہ لیا جائے یا وہ ترجمہ تفسیر لیجائے جس پر مفتی شفیع صاحب نے اعتماد فرمایا، تو خلاصہ کلام یہی ہے کہ میرے اور آپ کے زعمے تحقیق ہر گز نہیں ہے کیونکہ تحقیق جس جگہ یا مقام پر کرنی تھی تو وہ ہم سے قبل لوگ کر چکے ہیں اس لئے ہم نے حصول علم کو چھوڑ کر عمل کو لازم پکڑنا ہے، کیونکہ عمل ہی وہ واحد شے ہے جو انسان کو خاص کرنے والی ہے۔

تو کبھی کوئی چھوٹا انسان اگر بڑی بات کر دے تو یقیناً بات کا سنکر اچھائی کو اختیار کر لینا، کسی کی عزت و شرف کو کم نہیں کرتا، اگر ہم آپ سے کم عمر ہیں، اور عند اللہ مرتبت میں بھی آپ ہی زیادہ ہوں، تو آپ کے لائق تسلیم ہوا، اور ہمارے لائق دست شفقت، کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم گلیوں سے گزرا کرتے، تو بچوں کو سلام فرمایا کرتے تھے، کیونکہ وہ اثر کو بہت جلد قبول کرتے ہیں، تو اگر میں آپ کی جگہ اور آپ میری جگہ ہوتے، تو یقیناً میں ہر بات کو تسلیم کرتا، جواب تک کہی گئی۔

## خافضة رافعة کی تفسیر:

کیونکہ اس دنیا میں کوئی معزز و ذلیل کی تقسیم دائمی نہیں، یہاں معزز ذلیل ہوتے ہیں اور ذلیل معزز ہوتے ہیں یہی مراد ہے قرآن کریم کی آیت "خافضة رافعة" سے، اس لئے خود

سے انصاف کیجئے، خود پر رحم کیجئے، ہرگز منقولات کے خلاف مت جائیں کیونکہ وہ شخص جو شذوذ اختیار کرے گا، ناکامی اسکا مقدر بنکر رہے گی، کیونکہ ہر وہ نئی بات جو دین میں داخل کی جائے بغیر دلیل و برہان کے، وہ رد ہے اہل حل و عقد کے نزدیک، تو آپ جو بات دوسروں کو فرمانا چاہیں تو پہلے اسکی تحقیق اہل حل و عقد سے کر لیجئے، تاکہ وہ بات بابرکت ہو جائے، کیونکہ اگر آپ اسکی ہمت رکھتے ہیں تو وہ ضرور حق بات ہوگی، اور اگر آپ اسکی ہمت نہیں رکھتے تو وہ بات ضرور درست نہ ہوگی، اسلئے معیار اپنی ذات اور قول و فعل کا وہ بنا لیجئے جو مقبول ہو عند اللہ، اور یہ بات کیسے معلوم ہوگی، تو یقیناً کوئی نبی تو نہیں آئے گا، اسی کے وہ خاص بندے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے اگر وہ تحقیق کریں گے، مان لیں گے تو یقیناً جائیں وہ عند اللہ بھی مقبول ہی ہوگی اور جو وہ رد کریں گے، تو عند اللہ بھی مردود ہی ہوگی۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك  
 أنت الوهاب ، برحمتك نستغيث ، اللهم أعنا على ذكرك وشكرك ، وحسن  
 عبادتك ، اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى  
 آل ابراهيم انك حميد مجيد ..

## خاتمہ:

باقی یہ بات کہ موت انکے واسطے مصلح ہے تو اسمیں رازیہ ہے کہ انہوں نے اپنی عقل کو اور اپنی تحقیق کو چونکہ حرف آخر سمجھ لیا ہے، کنویں کے مینڈک کی مانند، تو اب کون ہے جو جرات کرے کہ انکو پہلے کچھ باہر نکالا جائے اور دکھایا جائے کہ ایک عظیم دنیا ہے اس کنویں کے

لیکن چونکہ کسر نفسی یہ حائل ہے کہ کوئی شخص جب اس قدر اپنی تحقیق میں آگے بڑھ جائے کہ لوگ واہ واہ کے سوا کچھ نہ کہے، تو تلبیس ابلیس یہی ہے کہ آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔

## فترت الموت:

اسلئے جب وقت نزع ظاہر ہوگا، اور غیوب کے تمام پردے زائل ہو جائیں گے تو وہی بابے جنکو یہ حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے اب وہی چہرے آنکھوں کے سامنے ہونگے، لیکن وہ وقت، وقت رجوع نہ ہوگا، بلکہ وہ وقت، وقت جزاء ہوگا، تو اس وقت جو بے بسی انکو محسوس ہوگی اسکا استحضار میں کر رہا ہوں مگر یہ نہیں کر پائیں گے کیونکہ جب انسان کشتیاں جلا کر اقدام کر لے پختہ نیت کیساتھ تو موت ہی اسے بٹھا سکتی ہے باقی دنیا کی کوئی طاقت نہیں۔

## تنقید برائے اصلاح:

تو درد دل بھی سن لیجئے، کہ آپ فرقہ فرقہ کی رٹ لگائے رکھتے ہیں آخر دس نقلی اشیاء میں اگر یک اصل ہو تو اسکا کوئی نہ کوئی نام ہونا عقلاً و نقلاً لازم بلکہ واجب ہے اور یہ قرآن کریم کی آیت "ہو سماءکم المسلمین" درست نہیں اس باب میں، بلکہ درست وہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے بہتر فرقے ہونگے ان میں ایک ناجی ہوگا، تو پوچھا گیا وہ کون ہیں یا رسول اللہ تو آپ نے خود اسکا نام بتایا انا علیہ واصحابی، اور اسی سے ایک اصطلاح متعارف کی گئی اہل سنت والجماعت، تو یہ نام تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دیا ہے باقی رہا دیوبند، بریلوی، غیر مقلدین، روافض وغیرہ، تو ان کو آپ نے فرقہ سمجھ لیا، جبکہ یہ فرقہ نہیں ہیں کچھ تو عقل کے ناخن لیجئے جنکو آپ فرقہ فرقہ کہے جارہے ہیں ان میں روافض کے علاوہ سب اہل سنت والجماعت ہیں

بس صرف اولیٰ اور غیر اولیٰ کا فرق ہے جو آئندہ ان شاء اللہ رسالات البخاری میں بالتفصیل آئے گا اور منکر اس کے بعد سوائے ہڈ دھرم کے اور کوئی نہ ہو گا کیونکہ ہدایت و صراط مستقیم خالص اللہ کا حق ہے جسے چاہے دے۔

تو میری گزارش ہے برادرانہ کہ کیوں آپ ہم سے جدا ہوتے ہو، کیوں ہمارے خلاف محاذ آرائی کرتے ہو، ہم دونوں ہاتھوں سے آپ کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں آپ کو مجمع درکار ہے ہم اپنی سوچ سے زیادہ مجمع آپ کو دیں گے مگر آپ ہمارے ساتھی بنو دوست بنو، ہمارا کلمہ قرآن جب ایک ہی ہے تو پھر کیا فائدہ عداوت پیدا کرنے کا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہر جنگ کا آخر صلح ہوا کرتا ہے تو ہم آپ سے جنگ میں ہار گئے آپ جیت گئے آپ کی ہر بات و بہتان سب قبول کیا جاتا ہے لیکن اس امت پر اب شفقت کیجئے سمیں افتراق مت ڈالئے، علیحدہ علیحدہ جماعتیں تشکیل مت دیجئے دیوبند اصل الاصول ہیں، ہم نے ہر دور میں دلائل سے ثابت کیا ہے خود کو برحق، اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے، تو کوئی بریلوی یا غیر مقلدین کے نام سے جدا ہوا ہے تو وہ خود جدا ہوا ہے ہم نے کسی کو جدا نہیں کیا ہے، ہمارا ہدف تو مسلمان نہیں ہیں اور نہ ہی اسکی کوئی ترغیب دی گئی ہے، یہ اکابر علماء دیوبند کی جانب سے مسلسل خاموشی آپ کو سبق دے رہی ہے کہ کرنے کے اتنے کام ہیں کہ آپ ان سے صرف نظر کئے ہوئے ہیں ہم زمین سے آسمان کو پہنچ چکے ہیں اور آپ کا ابھی تک حرام و حلال کا قصہ تمام نہیں ہوا ہے، کچھ تو غور و خوض کرو کہ کیا آپ سے قبل خیر القرون نہیں گزرے؟ کیا روایات کے مطابق ہمارا کل آج سے بدتر نہیں ہو گا؟ تو اتنی واضح اور شفاف دلائل موجود ہوں ان لوگوں سے متعلق جنکو آپ بابا و غیرہ کے نام سے بدنام کرنا چاہتے ہیں کیا وہ آپ سے گئے گزرے تھے؟ اگر گئے گزرے تھے تو قرآن و حدیث کیسے آپ کے پاس سلامتی کیساتھ پہنچ گیا؟ کیا آپ نے انکی سیرت و کردار کا مطالعہ کیا؟ انکی رائے دوسروں کی زبانی معلوم کرنے کی کوشش کی۔

## المہند علی المہند:

المہند علی المہند کو آپ نے ہمارا عقیدہ سمجھ لیا جبکہ وہ ایک اظہاری تحریر ہے مولانا خلیل سہارنپوری رحمہ اللہ کی، آپ اسکا مطالعہ حسام الحرمین کے ساتھ ملا کر کریں تو بات واضح ہے آپ جواب کو دیکھ رہے ہیں سوال کو جانے بغیر کیا یہ خیانت نہیں؟ کب ہم نے کہا کہ وہ ہمارے عقائد کا مجموعہ ہے، وہ تو جو ابا ایک کتاب لکھی گئی ہے کسی سر پھرے کی حرکت پر، کہ جو چلا تھا عرب کو علماء دیوبند کے ایمان کا ضامن بنانے، جبکہ انکی اپنی حیثیت ہمارے اکابر علماء دیوبند و اسلاف دیوبند کے سامنے صفر کے درجے پر ہے، وہ تو اپنا ملک چھوڑ کر ہمارے پاس آتے ہیں علم دین سیکھنے، وہ کیا ہمارے ایمان کی تصدیق کریں گے خدا کے بندے کچھ عقل کرو، کیا ہم عرب کے غلام ہیں کہ جو انکے قیل و قال کے محتاج بنیں گے، وہ تو یک جاہل قوم ہیں ان کو بات کرنے کی تمیز نہیں جا کر دیکھ لیجئے، انکی اولادیں پیسوں کے غرور میں نہ پڑھتی ہیں نہ پڑھاتی ہیں تم انکو معیار بناتے ہو ہمارے ایمان کے لئے؟ وہ دو چار کلاس پڑھ جائیں تو اس قابل بنتے ہیں کہ ان سے بات کی جائے اور آپ نے انکو مجازی خدا سمجھ رکھا ہے۔

آخر میں اتنی گزارش چاہوں گا کہ اللہ نے آپ سب کو ایک مقام دے رکھا ہے اگر دین کے بدلے دنیا کا سودہ کر چکے ہو تو پھر لاعلاج ہو، اور اگر ایسا نہیں تو پھر لوٹ آؤ اپنی اصل کیطرف جسکے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے آپکو پیدا فرمایا ہے باقی ہمیں کچھ سروکار نہیں اس فانی دنیا سے۔

## تصویر بازی کی حرمت:

اور تصویر بازی، ویڈیوز وغیرہ کی حرمت پر اجماع ہے ایک اضطہاری صورت کی بناء پر اسکا جو از جو فراہم کیا گیا ہے تو مقصود باطل ہے اہل حق نہیں، کیا آپکو معلوم نہیں کہ سب سے

سخت عذاب کا مستحق مصور کو فرمایا گیا ہے اور اس مصوری کی آڑ میں جو کچھ امت مسلمہ کیساتھ کیا جا رہا ہے وہ ڈھکا چھپا نہیں، تو بطور جواز اسکو جو سائے سے تشبیہ دی گئی ہے وہ اسی قدر ہے، جیسے کھانا پینا اگر نہ ہو تو بجز خنازیر و شراب کے، تو اس قدر اجازت ہے کہ جان محفوظ ہو جائے، یہ کس نے کھدیا کہ کوئی اسکو باقاعدہ پیشہ بنا لے، کس نے فتویٰ دیا؟

اس باب میں جس قدر ضرورت ہے وہ علمائے حق کو دی جا چکی، باقی کوئی اپنی ذات سے اگر قیاس کر کے، جواز بناتا ہے تو بناتا رہے یقیناً موت ہر ایک کے تعاقب میں ہے اور موت سے کسی کو بھی انکار نہیں۔

## عوام الناس:

عوام الناس سے بھی شکوہ ہے کہ آپ کس قدر چالاکی کا مظاہرہ فرماتے ہیں دنیا کے

معاملات میں تو بیوقوفی صرف دین ہی کے لیے کیوں؟

خدا را اپنے ناصحین کو پہچانیں آج وسائل تمام تر موجود ہیں پھر کیسے کوئی اس قدر غبی بن

جاتا ہے دین کے معاملے میں تو برادرانہ مشورہ ہے قرآن و حدیث سے تعلق قائم کریں، ان نام

نہاد اسکالرز کو چھوڑ کر، اور اکابر علماء دیوبند کا سایہ خود پر لازم کریں ان شاء اللہ اسی میں خیر و عافیت ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین.

